بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاحی تقریریں

مصنف

مولانا امام علی دانش صاحب قاسمی

ناشر

عظیم بکڈپو دیوبند

Ph.01336-223845

عظیم بک ڈپو دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان من البیان لسحرا

خطیب العصر و مناظر اسلام حضرت مولانا امام علی صاحب قاسمی

کی معرکۃ الآرا تقریریں

(اضافہ شدہ ایڈیشن)

اصلاحی تقریریں

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند ۲۲۷۵۵۲

یہ کتاب :- مکتبہ دانش محمدی ۔ ضلع لکھیم پور کھیری سے بھی مل سکتی ہے ۔

فہرست

احوالِ واقعی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حقیقت ہے کہ فی زمانہ عموماً مدارس اسلامیہ کے طلبا تقریر و تحریر سے مطلقاً نہ ہی تو اکثر نابلد ہوتے ہیں، حالانکہ دنیا کا ماحول اس کے خلاف محاذ آرا رہتا ہے۔ تقریر و تحریر کی اس وقت اتنی شدید ضرورت ہے کہ جس پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

زمانے کے ماحول کا اثر افراد زمانہ پر بہت پڑتا ہے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت اس دور کا ماحول ہے۔ انسان اپنے مافی الضمیر کو جس قدر اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ ادا کر سکتا ہے اتنا اور کسی ذریعہ سے نہیں۔ اسی ماحول کے تحت ہم نے اپنے مشفق استاذ محترم اور میدان مناظرہ کے بیباک شہسوار حضرت مولانا امام علی صاحب قاسمی دانش (ربانی انجمن تحسین الکلام لکھیم پور) سے درخواست کی کہ چند چھوٹی چھوٹی تقریروں کا ایک جامع مگر مختصر اصلاحی رسالہ منظر عام پر لایا جائے۔ مولانا کی ذات چونکہ ایک مصروف ترین ذات ہے (جو کسی تعارف کی محتاج نہیں) تمام دن تعلیمی مشغلہ پھر اس سے فرصت پر حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی کرنے والوں کے محاذ پر تقریر و تحریر کا ایک اہم کام انجام دینا رہتا ہے۔ اس لئے پہلے تو انہوں نے عذر فرمایا لیکن ہمارے پیہم اصرار پر انہوں نے ہم سب کی رہنمائی کے لئے چند چھوٹی چھوٹی اصلاحی تقریریں مرتب فرمادیں اور ساتھ ہی اشاعت کی اجازت دے کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

ہمیں امید ہے کہ عامۃ المسلمین عموماً طلبائے مدارس اسلامیہ عربیہ خصوصاً اس سے استفادہ فرما کر حضرت والا کی درازی عمر کے لئے دعاء فرمائیں اور ساتھ ہی ناشرین کے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ آئندہ بھی عوام الناس اور طلبائے کرام کے لئے ایسی نادر اور قابلِ استفادہ چیزیں منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے۔
۔ آمین ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف
اراکین انجمن تحسین الکلام طلبائے
لکھیم پور۔ دار العلوم دیوبند
۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

تقریظ

مفکر اسلام حضرت مولانا سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالن پوری

استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قدرت نے جن بے شمار نعمتوں سے انسان کو نوازا ہے ان میں ایک مہتم بالشان نعمت "بیان" بھی ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ (مہربان ہستی نے انسان کو پیدا کیا، اُسے بیان سکھایا) یعنی اسے مافی الضمیر سمجھانے کی قوت بخشی یہ صلاحیت بعض لوگوں میں غیر معمولی طور پر پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی بات حاضرین کے سامنے اس طرح پیش کرتے ہیں کہ سامعین مسحور ہو جاتے ہیں اسی کو حدیث شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (بعض بیان یقیناً جادو اثر ہوتے ہیں) بیان کی یہ تاثیر کبھی تو فطری اور خداداد ہوتی ہے مگر عام طور سے محنت سے حاصل کی جاتی ہے مقرر مشق کرتا کرتا اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ سحر بیان مقرر ہو جاتا ہے اور مشق کے لئے سب سے اہم چیز اصول وضوابط اور مواد کی ضرورت ہے، اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا امام علی صاحب قاسمی دام مجدہم کو کہ انہوں نے "اصلاحی تقریریں" مرتب فرمائیں اور تقریر کے اصول وضوابط سے بھی روشناس کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور مقررین کے لئے مشعل راہ بنائیں (آمین یارب العالمین)

سعید احمد عفی عنہ پالنپوری

خادم دارالعلوم دیوبند۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف

حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد! بیان و تقریر کی قوت و تاثیر ہر دور میں ہر قوم و ملک نے تسلیم کی ہے، انبیاء علیہم السلام بھی پیغام ہدایت پیش کرنے کے لئے دلنشین انداز بیان اور بہترین زبان پسند کرتے آئے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون اور اس کی گمراہ قوم کے سامنے دعوتِ حق پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی (اے اللہ میرا سینہ کھولدے اور میرا معاملہ آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھولدے" تاکہ میرا کلام لوگ سمجھیں" تفہیم دین اور تبلیغ دین کے لئے خطابت میں مہارت اور اچھی صلاحیت کی اہمیت اس دعائے موسوی سے خوب عیاں ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ گونگے نہیں تھے صرف زبان کی معمولی لکنت کے سبب (جو پیدائشی نہ تھی) اتفاقی طور پر پیش آنے لگی تھی) ان کو جلدی جلدی صاف و شستہ گفتگو کرنے میں دشواری ہوتی تھی جسے دور کرنے کی انہوں نے درخواست پیش کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو فوری طور پر قبول فرمالیا۔ تمام پیغمبروں کے سردار حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام دوسرے کمالات و فضائل کا جامع بنانے کے ساتھ ہی افصح العرب والعجم بنایا گیا۔ ان پر اعجازی کلام نازل فرمایا جس کے سامنے شاعروں کی سحر آفریں شعر گوئی خطیبوں کی دلولہ انگیز خطابت زباندانوں کی زباندانی نے کلمۂ عجز پڑھنے ہی کو کمال سمجھا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوامع الکلم کی نعمت سے نوازا گیا اور خطابت کی ایسی بے مثال دولت عطا کی گئی جسے دیکھ کر دشمنوں نے بھی ان کی فصاحت و بلاغت اور خطابت کی اثر انگیزی

کا اقرار کیا دربارِ نبوت کے تعلیم یافتہ اور پروردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے فیض رسیدہ تابعینؒ فقہاء کرامؒ محدثین عظامؒ صوفیاءؒ و اولیاء امت نے اپنے اپنے دور میں بیان کی قوت اور تقریر کی مہارت کو اسلام کا پیغام آگے بڑھانے میں استعمال کیا ہے۔ اس دور میں بھی تمام اہل اسلام کو اور خاص طور پر دینی علوم حاصل کرنے والے طلبائے عزیز کو خطابت و تقریر کی صلاحیت سے آراستہ ہونے کی سخت ضرورت ہے. تاکہ دین کے خلاف اٹھنے والے داخلی و خارجی فتنوں کا مقابلہ اسی زبان میں کیا جاسکے جو اہلِ ضلالت کے یہاں معیاری ٹکسالی سمجھی جاتی ہے۔ ہر شخص بلند پایہ مقرر اور مایۂ ناز خطیب نہیں بن سکتا البتہ اپنے دل کی بات اچھے اور سلجھے ہوئے انداز میں کہنے کی صلاحیت مشق و تمرین سے ہر شخص اجاگر کرسکتا ہے۔ اور دین حق کی تبلیغ و تفہیم کی خدمت انجام دینے کے لائق مقرر اور واعظ بن سکتا ہے۔

بعض طلبائے عزیز جو مجھے اپنے حسن ظن سے مقرر و خطیب بھی سمجھتے ہیں یہ اصرار عرصہ سے کر رہے تھے کہ کچھ تقریریں نمونہ کے طور پر مرتب کر دی جائیں جن سے طلبائے کرام کے علاوہ عام اہل اسلام بلکہ تمام بندگانِ خدا درجہ بدرجہ فائدہ حاصل کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریروں کا یہ مجموعہ اصرار کرنے والے عزیز طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے پیش کیا جارہا ہے. کیا عجب کہ کسی بندۂ خدا کا قلب کسی جملہ سے متاثر ہوجائے اور اصلاح حال کا جذبہ بیدار ہو کر میری نجات کا ذریعہ نکل آئے اپنے پاس کوئی کمال نہیں ہے۔ زندگی کا بڑا حصہ طلباء علم دین کی خدمت میں گزرا ہے طلباء علم دین کی تعلیم و تربیت اور ان کو خادم علم نبوت کا امین و محافظ بنانے کی فکر رات دن رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی فکر کو امید ہے کہ فلاح دارین کا سبب بنائے گا۔

مدرسہ میں رہ کر تدریس اور باہر جاکر تبلیغ حق کی بے پناہ مشغولیت کے ساتھ

یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام خامیوں پر مطلع کریں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔ اور ناچیز مرتب اور طلباء اور جملہ بندگانِ خدا کے لئے دُعاءِ خیر کرتے رہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیک المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین

(امام علی عفی عنہ)

صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی۔ ۱۵ر ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

کیونکہ طلبائے کرام کو اب کتاب طبع کرانے میں بعض دشواریاں مانع ہیں۔ لہٰذا اس کتاب (اصلاحی تقریریں) کے جملہ حقوق جدید اضافہ کے ساتھ دائمی طور پر مالک عظیم بکڈپو دیوبند کو دیدئے ہیں، اب کوئی صاحب اس کو طبع کرانے کی کوشش نہ کریں۔

امام علی عفی عنہ۔ صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی ضلع لکھیم پور (یوپی)

"عرضِ ناشر"

عالیجناب مولانا امام علی دانش صاحب مدظلہٗ کا بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے میری خواہش وطلب پر "اصلاحی تقریریں" کے جملہ حقوق میرے کتب خانہ "عظیم بکڈپو" کو دائمی طور پر دیدئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے، ان کی عمر میں برکت دے، اور ان سے دین کا زیادہ سے زیادہ کام لیلے، آمین ثم آمین۔

خیر طلب :- عمر فاروق عثمانی عاصم ۲۳ر دسمبر ۱۹۸۵ء

مقررین کرام سے چند گذارشیں

جن حضرات کو تقریر کرنے کا کوئی موقع حاصل ہوا نہیں ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(۱)۔ تقریر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی نیت سے کی جائے اور تقریر سے قبل ذکر الٰہی اور توبہ واستغفار کرنے میں کچھ وقت صرف کر لیا جائے۔ انشاء اللہ خاص اثر سامعین پر ہوگا

(۲)۔ تقریر کا موضوع حسب ضرورت اور حسب معلومات متعین کر لیا جائے ذہن میں پہلے سے ایک خاکہ مرتب کر لیا جائے، مواد مہیا کر لیا جائے۔ قرآن وحدیث اور اقوال واعمال صحابہ کرامؓ اور اسوۂ اسلاف اکابر کو بنیاد بنایا جائے کسی غیر مستند، غیر مصدق قول کو ہرگز پیش نہ کیا جائے، بے پرکی نہ اڑائی جائے۔

(۳)۔ تاریخی واقعات، اسرائیلی واقعات اور واقعاتی تمثیلات کو بہت احتیاط سے ذکر کیا جائے، اسلامی عقائد وروایات سے معمولی درجہ کا انحراف بھی جس واقعہ سے محسوس ہوا سے قطعی نہ لیا جائے۔

(۴)۔ اہل علم کے اجتماع میں خطیبانہ اور عالمانہ سنجیدہ اور پُر وقار انداز بیان اختیار کیا جائے اور عوامی اجلاس میں واعظانہ رنگ کو ترجیح دی جائے

(۵)۔ زبان صحیح رواں شستہ استعمال کی جائے، اشعار نصیحت آمیز بعض دفعہ اثر انگیز ہوتے ہیں البتہ موقع کی مناسبت اور صحیح خواندگی وادائیگی شعر پڑھنے کے لئے ضروری ہے ورنہ اشعار سے پرہیز کیا جائے۔

(۶)۔ قرآنی آیات کریمہ اور احادیث طیبہ کو صحیح تلفظ اور ایمان آفریں لہجہ میں پڑھا جائے اصل الفاظ وعبارت میں شک ہو تو صرف ترجمہ پیش کرنے پر اکتفا

کی جائے یا پڑھتے پڑھتے شک ہو جائے تو فوراً الی آخرہ کہہ کر ترجمہ شروع کر دے۔

(۷)۔ تقریر کرتے وقت اپنی حرکات وسکنات اور لہجہ کے زیر و بم پر قابو رکھا جائے۔

(۸)۔ تقریر کسی بھی موضوع پر ہو عقائد فاسدہ اور اعمال بدعیہ اور رسوم غیر شرعیہ اور اخلاق نامرضیہ کی اصلاح پر توجہ ضرور دلائی جائے۔ اس زمانے میں خاص طور پر توحید ورسالت، نماز، تلاوت، اتباعِ سنت، اصلاح اخلاق کو موضوع بنایا جائے۔

(۹)۔ تقریر میں عمومی خطاب ہونا چاہیئے کسی خاص شخص کو نشانہ بنانا معیوب وخطرناک ہے۔

(۱۰)۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اسلاف واکابر رحمہم اللہ کے اسماء گرامی تقریر میں بھی ادب سے ذکر کرے۔

"تلک عشرۃ کاملہ"

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمان واسلام

خطبۂ مسنونہ کے بعد

امابعد۔ قال اللہ تعالیٰ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ
(پ۳ آل عمران)
وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (پ۳ آل عمران)

صدرِ محترم، بزرگانِ دین، برادرانِ اسلام اور خواتین ملت!
میں آج اسلام کی اہمیت وفضیلت اور اس کی حقیقت وجامعیت کو اپنی تقریر کا موضوع قرار دیکر لب کشائی کی جرأت کررہا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہیکہ وہ حق کہنے اور حق سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق بخشے۔
حضرات! اسلام کے معنی ہیں گردن جھکانا خدا کی خالص بندگی اور کامل اطاعت وفرماں برداری کرنا۔ ایسی بندگی جس میں کائنات کے خالق کے سوا کوئی دوسرا شریک وسہیم نہ ہو۔ ایسی اطاعت وفرمانبرداری جس میں اخلاص کی روح پورے طور پر موجود ہو، حقیقت یہ ہے کہ تکوینی طور پر کائنات اور ہر چیز اللہ احکم الحاکمین کے قانون کی اطاعت کررہی ہے۔ قدرت کے قانون کی بندش میں بڑے بڑے سیاروں سے لیکر زمین کا ایک چھوٹے سے

چھوٹا ذرّہ تک جکڑا ہوا ہے سورج چاند اور تارے سب حکم خداوندی کے مطابق جنبش کر رہے ہیں۔

جمادات و نباتات اور حیوانات سب فطرت کے مقرر کئے ہوئے دستور کے مطابق وجود میں آنے بڑھنے اور گھٹنے مرتے اور جیتے ہیں خود انسان بھی زندگی پانے اور اس کے گذارنے میں سانس لینے پانی گرمی اور روشنی اور غذا حاصل کرنے میں ہر وقت ہر لمحہ خدائی اطاعت کرنے پر مجبور ہے انسان کا پورا جسم اس کا دماغ اس کا معدہ اس کے پھیپھڑے اس کے ہاتھ پاؤں زبان آنکھیں، کان اور ناک سب ہی کام کرتے ہیں جو ان کے لئے مقرر ہے اسلئے تمام انسان بلکہ پوری کائنات تکوینی اعتبار سے مسلم ہے اللہ تعالے نے اس اطاعت کو اپنے اعجازی بیان میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ٥ (پ آل عمران)

اور اسی اللہ کے تابع فرمان ہیں وہ سب جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں خواستہ اور ناخواستہ اور اسی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اب آیئے تشریعی حیثیت سے غور کریں اللہ تعالے نے انسانوں اور جنات کو تکوینی احکام کے علاوہ تشریعی قانون بھی عنایت فرمایا ہے اور اس کی اطاعت کے لئے مکلف قرار دیا ہے اور اس تشریعی دستور کی پابندی کرنے والوں سے دائمی راحت دیئے جانے کا وعدہ فرمایا ہے اور قانون شریعت کے باغیوں کے لئے دوزخ کی سزا تیار کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (پ ذٰریٰت)

اور میں نے پیدا کیا جنات اور انسان کو صرف اسی لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اللہ تعالےٰ کی بندگی و اطاعت مقصدِ زندگی ہے، زندگی گذارنے کے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو دستور و قانون اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کے ذریعہ بندوں کو عطا فرمایا ہے۔ اسی کو اسلام کہتے ہیں اس کو سچے دل سے قبول کرنا ایمان ہے، یہی ایمان و اسلام ہے جیسے سکھانے کے لئے حضرت آدمؑ سے لیکر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سیکڑوں ہزاروں بلکہ بعض روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے سب نے ایمان و اسلام کی تعلیم دی، اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ وَصّٰى بِهَا إِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(پ بقرہ)

جبکہ ان سے (ابراہیم) سے ان کے رب نے کہا فرماں بردار ہو اور انھوں نے کہا میں تمام جہانوں کے رب کا فرمانبردار ہوں اور اس کی وصیت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو اور یعقوب نے کی تھی اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین منتخب کر دیا تو تم موت کے آخری دم تک مسلم ہی رہنا۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوب علیہم السلام جیسے جلیل القدر پیغمبروں نے اپنی اولاد کو خصوصی وصیت فرمائی ہے کہ اسلام پر جیئیں اور اسلام پر مریں زندگی کے کسی لمحہ میں اسلام سے رو گردانی نہ کریں، اسلام کی تعلیم ہر دور میں ہر قوم اور ہر ملک میں پہنچانے کے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔ انقلابات زمانہ اور سابقہ اُمتوں کی غفلت ولاپرواہی سے اسلامی تعلیمات

تبدیل ہوکر مٹ چکی تھیں، تمام دنیا پر کفر وضلالت کے تاریکی چھا گئی تھی اللہ تعالے نے گمراہی کی سیاہ رات کو مٹانے کے لئے عرب کے افق پر آسمان ہدایت کا سورج چمکا یا۔ کامل ومکمل دین کی روشنی لے کر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے ؎

زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے لبوں پر درود وسلام آرہا ہے

اللہ تبارک وتعالے کا آخری فیصلہ ان الفاظ میں سنا دیا گیا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ۶ مائدہ)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین بنانا پسند کیا۔

اللہ تبارک وتعالے کا حکم نامہ کھلا ہوا بندوں تک پہونچا دیا گیا۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (پ۳ آل عمران)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

اسلام سے روگردانی کرنے والوں کو یہ وعید سنائی گئی ہے۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔

جو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش کرے گا تو وہ دین اس شخص سے مقبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

زبان رسالت سے اسلام قبول کرتے والوں کو خوشخبری سنائی گئی۔

اِنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَا کَانَ

یقیناً اسلام گذشتہ بداعمالیوں کو

قَبۡلَہٗ مٹا دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں سے مکمل اطاعت پوری فرماں برداری کا مطالبہ کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نشانات قدم پر مت چلو در حقیقت وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(پ۲ سیقول بقرہ)

پورے مسلم پورے مومن بنو نفاق دکفر سے ہر ہر قدم پر دور رہو جب بعض مسلمانوں نے اپنے پرانے یہودی مذہب کے بعض ان حکموں پر چلنا چاہا تھا جو شریعت محمدی میں صاف طور پر منع نہیں تھے۔ انھیں روک دیا گیا اور تنبیہ کی گئی کہ اب اسلام کا راستہ وہی ہے جس پر تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گامزن ہیں۔ دوہری وفاداری قبول نہ کیجائے وہی صاحب ایمان پورا مسلم ہے جس کی زندگی کا آئینہ نقش کف پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

محمدؐ کے طریقے سے قدم جو بھی ہٹائے گا
کبھی رستہ نہ پائیگا کبھی منزل نہ پائے گا

برادرانِ اسلام! آپ یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اسلام کامل مکمل نظامِ حیات ہے وہ ایک ابدی آفاقی دستور عمل ہے اس میں زندگی کے ہر پہلو کے لئے اصول وضوابط موجود ہیں۔ اسلام وہ نسخۂ کیمیا ہے جو ہر قسم کی بدی کے مرض سے نجات دلاتا ہے۔ اسلام وہ شاہراہِ ترقی ہے۔

جس پر چلنے والا دنیا میں سکون وراحت پاتا ہے اور آخرت میں نجات و مغفرت کا حقدار ہوگا۔ اسلامی تعلیمات نہایت سادہ اور آسان ہیں ان میں کوئی پیچیدگی اور اُلجھن نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقیدے یہ ہیں کہ اللہ کو ہی اپنا معبود اپنا مسجود اپنا خالق و مالک اور رزاق یقین کرے اس کی کسی صفت میں کسی مخلوق کو شریک نہ مانے اللہ کے تمام رسولوں اور اس کی کتابوں کو برحق اور سچا جانے۔ فرشتوں کو اللہ کے معصوم فرماں بردار بندے یقین کرے تقدیر کو مانے آخرت کو تمام تفصیلات کے ساتھ تسلیم کرے اسلامی عبادات اسلامی اخلاق و عادات۔ اسلامی طرز معاشرت طریق تمدن واضح طور پر بتلایا اور سکھایا گیا ہے، اسلام فطری مذہب ہے یہ کسی خاص قوم اور ملک اور زمانے کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا اسلام وہ ابر رحمت ہے جس کی فیض رسانی ہر قوم اور ملک اور زمانے کے لئے ہے۔ اسلام خالق اور مخلوق دونوں کے حقوق کی ادائگی کا ضامن ہے، اسلام دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے اسلام زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا، اسلام تابندہ اور پائندہ ہے اور قیامت تک اس کی شمع روشن چمکتی رہے گی۔

اللہ کی راہ اب بھی ہے کھلی آثار و نشاں سب ظاہر ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا

آج افسوس اسی کا ہے جو لوگ اپنے کو اسلام کا ماننے اور جاننے والا بتاتے ہیں ان کے عقائد و اعمال اسلامی تعلیمات کے خلاف نظر آتے ہیں، اسلام اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل رکھنے کا حکم دیتا ہے ہر مصیبت ہر آفت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا سکھاتا ہے لیکن اسلام کے بہت سے نام لیوا اوہام پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں مخلوق کے سامنے سر جھکاتے اور دُعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں اسلامی

حکم ہے، امانت، دیانت، شرافت، عدالت، سخاوت جیسے اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گذاری جائے مگر امت مسلمہ کی اکثریت حسد، بغض، کینہ، بدعہدی، بد دیانتی، عیب جوئی، بہتان تراشی، کذب، غیبت جیسی بُری عادتوں میں مبتلا ہے کسی نے سچ کہا ہے۔

ہائے اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

ہم سب کو اپنے عقائد و اعمال کا جائزہ لینا چاہیے، ایمان اور اسلام کو اعتقادی و عملی حالی و کیفی طور پر اپنے اندر جذب کرکے سچے اور پکے مومن و مسلم بن کر رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ — ہمت نہ ہارو اور غمگین نہ ہو اور تم ہی سربلند رہوگے اگر مومن بنے رہے۔

(پ آل عمران)

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
گر نہیں غلبہ تو ہے کوئی کسر ایمان میں

وما علینا الا البلاغ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

(تقریر ستتر)

محسنِ اعظم

(خطبۂ مسنونہ)

امابعد قال اللہ تعالےٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

بزرگانِ دین، برادران اسلام وعزیزانِ ملت! اس محسن اعظم فخر کائنات سردار موجودات رحمۃ للعلمین وآخرین امام المرسلین خاتم النبیین کا ذکر پاک کرنے جارہا ہوں جس کا نام نامی اسم گرامی محمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ؎

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

حضرات! میں اک معمولی علم وفہم رکھنے والا کمترین بندہ ہوں میری زبان اور میرے بیان میں یہ طاقت یہ فصاحت یہ بلاغت کہاں کہ ان کی سیرت ذکر کرسکوں جنکی روشن زندگی کے انوار تمام آسمانی کتابوں میں خود ان کے خالق ومالک نے روشن کردیئے ہیں وہ فخر عرب وہ شان عجم وہ تاجدار انبیاء، جن کی سیرت طیبہ اور

اسوۂ حسنہ سے اقتباس نور کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روشن کارناموں میں اسلامی تاریخ ہی نہیں بلکہ پوری انسانی تاریخ فخر کر سکتی ہے اس کا ذکر کرنا ان کی سیرت پیش کرنا میرے جیسے شخص ہی کے لئے نہیں بلکہ دریائے فصاحت و بلاغت سے سیراب ہوکر نکلنے والے اصحابِ قلم اور اربابِ خطابت کے لئے بھی دشوار تر ہے۔ سچ ہے ؎

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

حضرت حسان ابن ثابت رضؓ جیسے فصیح و بلیغ شاعر جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل جبرئیل امین علیہ السلام کی تائید حاصل تھی، وہ فرماتے ہیں:-

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

مطلب یہ ہے کہ آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ آپ سے زیادہ حسین کبھی کوئی پیدا ہوا آپ ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کئے گئے گویا کہ جیسا چاہتے تھے ویسے ہی بنائے گئے۔ عربی داں حضرات سمجھتے ہیں کہ آخری مصرعہ میں شاعر نے نعت گوئی کا حق ادا کرنے سے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کیا ہے، صحابہ کرام بزرگانِ دین اولیائے اُمت علمائے اسلام شاعرانِ نامور خطیبانِ گوہر بار سب نے سیرِ نبوی بیان کرنے کی کوشش کی آخر کار ہر ایک کہنے پر مجبور ہوا ؏

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میں بھی صرف برکت حاصل کرنے اور تعلق ظاہر کرنے کے لئے سیرت طیبہ کے عنوان پر کچھ عرض کرنے کی ہمت کر رہا ہوں ورنہ حال یہ ہے کہ ؎

کہاں ہیں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی

برادرانِ اسلام! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانے میں مبعوث ہوئے وہ انتشار اور پراگندگی کا دور تھا، بربریت اور درندگی ظلم اور طغیانی کی کالی گھٹائیں کائنات پر چھائی ہوئی تھیں تمام دنیا جہالت اور گمراہی کی موجوں میں ڈوبی ہوئی تھی، ہر قبیلہ اور ہر فرقہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا، عدل وانصاف کا نام مٹ چکا تھا، کفر وشرک اور بت پرستی کسی نہ کسی شکل میں ہر جگہ رائج تھی۔ عیسائیت اور یہودیت کے نام پر جو مذہب چل رہے تھے وہ تحریف وتلبیس کے طوفان میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایران وروم جیسی بڑی بڑی حکومتیں عیش پرستی کی وباؤں سے اندر ہی اندر کھوکھلی ہو چکی تھیں، انسانیت کو تباہی وبربادی سے بچانے کے لائق کسی تہذیب وتمدن کا وجود نہیں تھا خود ملک عرب جہاں سرور کائنات کی ولادت ہوئی اپنی وحشت اور جہالت وگمراہی کے لئے مشہور تھا پوری عرب قوم پر روحانی موت طاری تھی وہاں کے باشندے بدترین بت پرستی میں مبتلا تھے ہر انوکھی چیز کو معبود بنانے کے لئے تیار رہتے تھے حشر وجزا کے عقیدے کے منکر تھے بد عقیدگی وبدعملی میں ڈوبے ہوئے تھے کسی نظام وتمدن کے پابند نہ تھے ہر قبیلہ اپنی جگہ خود مختار تھا آزادی کے ساتھ لوٹ مار ہوتی تھی۔ آدمی کی جان کی کوئی قیمت ہی نہ تھی بہت سے مغرور بے رحم اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، بدکاری شراب خوری اور جوئے کا بازار گرم تھا۔
بقول حالی مرحوم

جو انکی دن رات کی دل لگی تھی ۔ شراب انکی گھٹی میں گویا پڑی تھی

بے حیائی کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے کے سامنے بے تکلف ننگے ہو جاتے تھے عورتیں تک خانہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتی تھیں پڑھنے لکھنے کا عام رواج ہی نہ تھا تعلیم و تربیت کا کوئی نظام ہی نہ تھا خدا فراموشی اور نفس پرستی خودنمائی اور بد تہذیبی بدکرداری و جہالت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا قرآن مجید میں جسے "ضلال مبین" یعنی کھلی اور صاف گمراہی سے تعبیر کیا ہے ایسے حالات اور ایسی قوم میں اللہ تعالےٰ نے کائنات کو تباہی سے بچانے کے لئے بندوں کو ہدایت کی دولت عطا کرنے کے لئے اپنی آیات کی تلاوت اور تعلیم و تزکیہ کی نعمت سے نوازنے کے لئے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے احسان کو خود احسان کرنے والے نے اپنے کلام پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

ضرور احسان کیا ہے اللہ نے ایمان والوں پر جبکہ ان میں انہیں لوگوں میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو کہ ان کے سامنے اس کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ کے والد مکرم دنیائے فانی چھوڑ چکے تھے والدہ ماجدہ اور دادا کا سایہ بھی بچپن ہی میں سے اٹھ گیا تھا آپ کو ایسا ماحول اور معاشرہ میسر ہوا جسمیں تعلیم و تربیت کا کوئی نظام ہی نہ تھا۔ آپ کی نبوت و رسالت کا یہ بہت بڑا ثبوت اور روشن نشان ہے کہ جہالت اور ضلالت بد اخلاقی و بد کرداری کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آپ سراج منیر اور شمع روشن بن کر چمکے دست قدرت کے تیار کئے ہوئے غیبی تعلیم کدہ اور تربیت گاہ میں غیر محسوس طور پر آپ کو ایسا سنوارا اور نکھارا گیا کہ آپ کے افکار و اخلاق کی پاکیزگی کا سکہ قوم کے دلوں پر بیٹھ گیا سب آپ کی امانت اور دیانت پر بھروسہ کرنے لگے آپ کو صادق اور امین کہنے لگے، اسی طرح چالیس سال کی مدت گذر گئی، اب آپ کے اندر ایک عظیم الشان تبدیلی ظاہر ہوئی آپ ماحول کی اندھی دنیا کی تاریکی سے مغموم قلب کو سکون دینے کے لئے غار حرا کی تنہائی میں اپنے خالق کی طرف ہمہ تن متوجہ تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک جبرئیل امین تشریف لائے اور انھوں نے اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچایا وحی کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا آپ ذمہ داری کے احساس سے گھبرائے ہوئے انوار کدہ پر تشریف لائے آپ کی پہلی جاں نثار بیوی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے اچھے اخلاق غریبوں کی ہمدردی یتیموں کی دلجوئی، غلاموں کی اشک شوئی تمام مخلوق کی خیر خواہی وغیرہ کو یاد دلاکر تسلی و تشفی دلائی اللہ کے حکم سے آپ نے پہلے خفیہ اور انفرادی تبلیغ شروع فرمائی، عورتوں میں سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی اور مردوں میں آپ کے دائمی رفیق یار غار اور راز دار حضرت ابوبکر صدیق

ایمان لائے، بچوں میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایمان قبول کرنے کی خوش نصیبی حاصل ہوئی، گنے چنے حضرات حلقہ بگوش اسلام ہوسکے تھے کہ تبلیغ عام کا حکم نازل ہوگیا، آپ نے برسرعام اعلان فرمایا کہ ایک اللہ سب کا معبود ہے کائنات اور اس کی تمام چیزیں اسی کی مخلوق ہیں، یہ زمین یہ آسمان یہ چاند اور سورج یہ ستارے یہ دریا یہ پہاڑ یہ گلشن اور اس کے رنگین نظارے سب کا وجود اللہ تعالیٰ کے کرم سے قائم ہے وہی پیدا کرنے والا پالنے والا رزق دینے والا مارنے والا ذرہ ذرہ کا علم رکھنے والا قادر مطلق ہے سب کو چھوڑ کر اسی کی عبادت کرو اسی کے بندے بنو کفر و شرک اور بت پرستی چھوڑ دو بداخلاقی اور بدکرداری سے توبہ کرو شراب نوشی جوابازی چوری لوٹ کھسوٹ حق تلفی ظلم و سرکشی ترک کرکے آپس میں بھائی بھائی بنکر زندگی گزارو، بزرگی شرافت انسان کی نسل اور اس کے نسب اور رنگ و روپ اور مال و دولت میں نہیں ہے، خدا پرستی نیکی اور پرہیزگاری ہیں جو سب سے آگے ہے وہی سب سے افضل ہے آخرت برحق ہے مرنے کے بعد سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہوکر حساب دینا ہے جو ایمان اور نیک عمل لیکر دنیا سے جائے گا۔ وہ نجات و مغفرت اور جنت کا مستحق ہوگا اور جو کفر و شرک اور برے اعمال لے کر حاضر ہوگا وہ نامراد ہوگا دوزخ میں ڈالا جائیگا آپ نے یہ سب باتیں صاف صاف بیان فرمائیں آپ نے اعلان فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں جو کچھ کہتا ہوں اللہ کی طرف سے کہتا ہوں تمام پیغمبروں تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے کی دعوت دیتا ہوں آپ کے پیغام توحید کو خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم نے کتنے اچھے انداز میں نظم کیا ہے وہ کہتے ہیں ؎۔

وہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
لگاؤ تو لو بس اسی سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی کے ہیں احکام طاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

دُنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت دینے والی اس تعلیم تلقین دعوت و تبلیغ کو دبانے اور مٹانے کے لئے جہالت کے پرستاروں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا وہ لوگ جو بچپن سے اب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین خوش اخلاق اور نیک کردار سمجھتے اور کہتے آئے تھے انھوں نے آپ کی زبان مُبارک سے کلمۂ توحید اور دعوتِ اسلام سُنتے ہی مخالفت و مزاحمت شروع کردی کتنا تعجب انگیز ہے ان کا رویہ اور کتنا حیرت ناک ہے ان کا معاملہ جنھوں نے بندوں کے سلسلے میں ہمیشہ سچائی اور دیانت داری اختیار کرنے والے بندے کو اللہ تعالےٰ کے بارے میں خالقِ کائنات کے بارے میں نعوذباللہ کاذب و خائن سمجھ لیا۔ جن کی قسمتیں روشن اور نصیبے بیدار تھے اُنھوں نے حق و صداقت کی دعوت کو قبول کرنا شروع کیا۔ اور بد قسمت لوگوں نے اللہ کے رسولؐ اور ان پر ایمان لانے والوں کو ستانا تکلیف پہنچانا ہر قسم کی ظلم و زیادتی کرنا اختیار کیا۔ ایک دن نہیں ایک مہینہ نہیں ایک سال نہیں پورے تیرہ سال تک مکہ کی گلیوں میں چلنا پھرنا اور جینا مشکل کردیا۔

صادق و مصدوق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا مجھے اللہ کے راستہ میں اتنا ڈرایا گیا جتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا۔ مجھے اتنا راہ خدا میں ستایا گیا جتنا کسی کو نہیں ستایا گیا۔ تضحیک واستہزاء

اور توہین کرنے کے ساتھ راستوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ گلیوں میں پتھر پھینکے گئے ایمان لانے والوں میں سے کسی کو تپتے ہوئے ریت پر گھسیٹا گیا پتھر کی گرم سلاخوں سے سینوں کو کچلا گیا۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا۔ رسیوں میں باندھا گیا پانی میں ڈبکیاں دی گئیں مارا پیٹا گیا قتل کیا گیا۔ ان تمام ظلم وستم کو اہلِ ایمان اور ان کے محبوب آقا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے جن کی ایک بددعا پر خالق کائنات پوری قوم ہی نہیں دنیا بھر کے مجرموں کو سخت سے سخت سزا دے سکتا تھا۔ مگر انھوں نے ہمیشہ دعائے خیر کی طائف والوں کی بے رحمی، گستاخی، نالائقی جب حد سے بڑھی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہاڑوں پر متعین فرشتے نے آکر عرض کیا اگر آپؐ اشارہ فرمائیں تو ہم طائف کی پوری آبادی کو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھدیں، اس موقع پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بدلہ نہیں لیا، یہی فرمایا ہو سکتا ہے ان کی نسلیں ہی ایمان قبول کریں، ظلم وستم ڈھانے والوں کے لئے ہمیشہ یہ دُعائے خیر فرمائی۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ جاہل ہے۔)

شعر ؎

سلام اس پر کہ جسنے گالیاں سن کر دُعائیں دیں
سلام اس پر کہ جسنے دشمنوں کو بھی قبائیں دیں

ظلم کی حد ہوگئی کہ حق پرستوں کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ پھر مدینہ منورہ میں بھی اطمینان کا سانس نہ لینے دیا جنگیں کی گئیں بے ہتھیار اور کم تعداد امن و سلامتی کے نگہبانوں کو طاقت، اقتدار، تعداد کی زیادتی کے نشے میں مست وباطل پرستوں نے مقابلے کے لئے مجبور کیا، اللہ تعالے کا یہ وعدہ تھا کہ اس نے اپنے رسول کو دین حق اور پیغام ہدایت دے کر بھیجا ہے وہ ان کو ضرور غلبہ دے گا

اللہ کا وعدہ پورا ہوا اور دین حق کو غلبہ دیا گیا۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی روشن کی ہوئی شمع ہدایت کو بجھانا چاہتے تھے ان کو منہ کی کھانی پڑی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والے مسلمانوں کو ہر میدان میں اور ہر محاذ پر کامیابی حاصل ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ دن آگیا جب بے وطن کئے جانے والے اپنے وطن مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اگر چاہتے ایک ایک مجرم سے بدلہ لیتے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور عام معافی کا اعلان فرما دیا گیا رحم وکرم کے جام چھلکائے گئے امن وسلامتی کے نغمات سنائے گئے۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت وطاعت کا پیغام پھیلایا گیا۔ اللہ کے بندے فوج در فوج دین میں داخل ہونے لگے جس مقصد اور نصب العین کی خاطر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے تھے وہ پورا ہو گیا جس دین کے بدلہ میں آپ نے دولت کے ڈھیروں اور بادشاہت اور عیش پرستی کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا آج اس دین کا جھنڈا چاروں طرف لہرانے لگا۔

بقول حالی مرحوم

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
اک آواز میں سوتی بستی جگادی — نئی اک لگن سب کے دل میں لگادی

رہا اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی زندگی سے جس پیغام حق کی روشنی کو پھیلانے کے لئے جدوجہد شروع فرمائی تھی تیئس سال کی مختصر مدت میں وہ روشنی باطل کی تمام تاریکیوں پر غالب آنے کے لائق ہوگئی آفتاب نبوت کی نورانی شعاؤں سے عرب وعجم کو منور

کرنے والے نجوم ہدایت چمکنے لگے دنیا کا وہ سب سے بڑا انقلاب رونما ہوا جسکے نتیجے میں تمام کائنات تباہی و بربادی سے بچ گئی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت تلقین و تزکیہ سے عرب کی قوم تمام دنیا کے لئے معلم و مربی بن گئی جو دنیا کی قوموں میں سب سے پست تھے وہ یکایک ایسے زبردست ہو گئے کہ انھوں نے ایران و روم کی عظیم سلطنتوں کے تختے اُلٹ دیئے دنیا کو تمدن، تہذیب، امانت، دیانت، اخلاق حسنہ، شرافت عدل و انصاف کا سبق پڑھایا، اسلام کی عظیم دعوت اور دائمی شریعت لے کر ایشیا افریقہ اور یورپ کے دور دراز گوشوں تک پھیل گئے ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

دنیا والوں کو ایک دین عطا کیا ایک طرز حیات سکھایا ایک نئی تہذیب نیا تمدن پھیلایا۔ امن عالم کا خاص نظام عدالت بخشا ایسے قوانین وضوابط عطا کئے اور تعلیم و تزکیہ کا ایسا سلسلہ قائم کیا کہ تاریخ کے ہر موڑ پر کام آیا اور کام آتا رہے گا۔ اللہ کے آخری پیغمبرؐ کی سیرت طیبہ اور آپ کے تربیت یافتہ اصحابؓ کے حالات پڑھ کر ہر انصاف پسند یہ کہنے پر مجبور ہے کہ تمام دنیا اور پوری کائنات کو تباہی و بربادی سے بچا کر کامیابی و ترقی کی منزل تک رہنمائی کرنے والے آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ عقیدہ و عمل کی پختگی علم و حکمت کی فراوانی تہذیب و تمدن کی درستگی عدل و انصاف کی پائندگی عطا کرنے والے یہی مقدس حضرات ہیں ؏

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ ٹہنی انھیں کی لگائی ہوئی ہے

آئیے ہم سب عہد کریں کہ سیرت پاک کے انوار سے اپنے دلوں کی تاریکی دور کرتے رہیں گے اور دنیا و آخرت میں کامیابی عطا کرنیوالے دین حق سے وفاداری کے عہد کو پورا کریں گے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کردے

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم وما علینا الاالبلاغ۔

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

تقریر سیرت (۲)

رحمۃ للعالمین

(خطبہ مسنونہ کے بعد)

قال اللہ تعالےٰ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

برادران اسلام! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بلند اور منصب اعلیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ہم نے آپؐ کو تمام ہی عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جب کوئی بھی صاحب علم و بصیرت آپؐ کی بے مثال زندگی اور تابندہ سیر اور آپؐ کی تعلیم و تربیت سے تیار ہونے والی جماعت صحابہ رضؓ کے روشن کارناموں پر نظر ڈالتا ہے تو وہ کھلی آنکھوں مشاہدہ کرتا ہے کہ بلا شک آپؐ پوری کائنات کے لئے، تمام عالموں کے لئے سراپا رحمت ہیں عالم امثال ہو یا عالم اجسام عالم ارواح عالم برزخ عالم دنیا ہو یا عالم آخرت عالم حیوانات ہو یا عالم جمادات و نباتات سب آپ کے دریائے رحمت سے فیضیاب ہوئے ہیں، اگر آپؐ تشریف نہ لاتے تو یہ کائنات تباہ و برباد ہو چکی ہوتی اس لئے کہ اس کا بقا اللہ کے ذکر سے ہے اور اللہ کا ذکر حقیقی اور سچا ذکر آپؐ کے دم قدم سے ہے یقیناً آپؐ ہی وہ ابر رحمت ہیں جس سے مردہ دلوں کو نئی زندگی حاصل ہوئی۔

آپؐ ہی وہ منارۂ نور ہیں جس کی روشنی سے رضائے الٰہی کی منزل چمکتی دکھائی دیتی ہے، آپؐ کی رحمت بھری تعلیم ہمیشہ ہر زمانے میں ہر قوم ہر ملک کے لئے مفید اور نجات و مغفرت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو تمام مخلوق اور پوری کائنات سے افضل و برتر بنایا آپ کو ایسے فضائل و خصائل سے نوازا جن کی معمولی جھلک دیکھ کر کہنے والا پکار اٹھتا ہے۔

ے حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یا بقول کے

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

حضرات! میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند اہم خصوصیات ذکر کردوں جن سے آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی تصدیق میں انشاء اللہ قوت پیدا ہوگی۔ آپؐ کی سب سے بڑی خصوصیت اور اہم فضیلت یہ ہے کہ آپؐ سے قبل الگ الگ قوموں کے لئے الگ الگ پیغمبر آئے تھے اور ایک ہی قوم میں بھی یکے بعد دیگرے کئی پیغمبر آیا کرتے تھے اگرچہ تمام پیغمبروں کی بنیادی دعوت تصحیح عقیدہ و عمل ایک رہی ہے۔

مگر تشریعی عبادت کے طریقوں میں کچھ فرق تھا اسی لئے ایمان لانا ہر پیغمبر پر فرض ہوتا تھا مگر طریق عبادت میں اپنی قوم کی طرف بھیجے جانے والے پیغمبر کی اطاعت کافی ہوتی تھی اللہ تعالےٰ نے تمام پیغمبروں کے سردار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر یہ ضمنی تفریق بھی ختم کردی آپ تمام ملکوں سب قوموں تمام زمانوں سب حالتوں کے لئے متبوع و مطاع نبی و رسول بنا کر مبعوث

کئے گئے آپ کا اسوہ حسنہ ہمیشہ رہتی دنیا تک کے لئے نجات ومغفرت کا تنہا طریقہ ہے آپ کی اتباع وپیروی پر اللہ تعالےٰ کی رضا وخوشنودی موقوف ہے آپ نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — آپ کہئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمکو پسند کرے گا۔

آپ کی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کے لئے ناسخ ہے۔ شیخ سعدی نے اس مضمون کو کیا ہی اچھے انداز میں ادا کیا ہے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتبخانۂ چند ملت بشست

آپؐ ایسے قدر ومنزلت والے یتیم ہیں کہ ابھی پورا قرآن مجید نازل بھی ہوا نہ تھا کہ پچھلی ملتوں کی کتابوں کے منسوخ ہونے کا خدائی فیصلہ سنا دیا گیا۔ اب توریت وزبور اور انجیل کے احکام پر عمل کرنے سے نجات نہیں ملے گی۔ اب صرف جامع الکتب قرآن مجید اور اس کی وضاحت کرنے والے پیغمبر کے اسوہ حسنہ کی اتباع پر نجات ومغفرت منحصر ہے اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا — ہم نے آپ کو تمام ہی لوگوں کے لئے کافی اور بشیر ونذیر بنا کر بھیجا۔

کم مدت میں ایسا انقلاب عظیم آیا کہ دوسرے پیغمبر کے یہاں تلاش کرنا بھی بے سود، حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر نے اپنی امت کو انکے دشمن فرعون اور اس کے لشکر کا سمندر میں غرق ہونا کھلی آنکھوں سے دکھلایا تھا آسمان سے غیبی روزی من وسلویٰ اور معجزہ سے جاری ہونے والے میٹھے

پانی سے شکم سیر کرایا تھا. لیکن ان کو حکم دیا کہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے میدان جہاد میں نکلو کہنے لگے۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ آپ اور آپ کا رب جاکر جنگ کریں
فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔

اس کے برخلاف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں انتہائی بے سروسامانی اور پریشانی کی حالت میں اپنے سے کئی گنا زائد مسلح تازہ دم مشرکوں کے لشکر سے مقابلہ کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو مہاجرین اور انصار دونوں جماعتوں نے ولولہ انگیز حوصلہ افزا ایمان افروز جرأت آمیز جواب دیا کہ ہم آپ کے پسینہ گرنے کی جگہ اپنا خون پیش کریں گے ہم آپ کے حکم پر دریاؤں میں کود پڑیں گے آپ کے چاروں طرف پروانہ وار قربانی دینگے یہ کہا اور کر کے دکھا دیا۔

عرب جیسے پس ماندہ ملک کے غیر مہذب غیر متمدن غیر تعلیم یافتہ غیر منظم باشندوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم و تربیت سے ایسا عروج ایسی سربلندی ایسی ترقی ایسے تہذیب ایسے تمدن ایسی تنظیم کو حاصل کیا جس کی مثال و نظیر نہ چشم فلک نے کبھی دیکھی ہے اور نہ دیکھے گی۔ دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ پر ایسا بے مثال اعجازی کلام قرآن مجید بھی نازل فرمایا جس کی حفاظت کا خود وعدہ فرما لیا، ارشاد ربانی ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ بلاشک ہم نے ذکر (قرآن) اتارا اور ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہ مکمل حفاظت کا وعدہ ہے اس کا مفہوم یہ ہیکہ قرآن مجید کے الفاظ کی

حفاظت کی جائے گی اس کے معانی کی بھی حفاظت کی جائے گی اس زبان اور قوم کی حفاظت کی جائے گی جو قرآن مجید کی حامل ہے اس سیرت طیبہ اس طریق عمل اس دستور زندگی کی حفاظت کی جائے گی جو قرآن مجید سے حاصل کیا جائے گا۔

اسی وعدۂ خداوندی کا ظہور ہے کہ پچھلی امتوں نے اپنے اپنے پیغمبروں کی سیرتوں اور ان کے حالات کو بھلا دیا تھا، خدا کی کتابوں اور صحیفوں میں ایسی تبدیلی کر دی تھی کہ حق و باطل کا امتیاز دشوار ہو گیا تھا مگر چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود قرآن مجید اور اس کا عملی نمونہ سیرت نبوی اسی طرح روشن ہے۔ اس کا نقشہ اس قدر صاف نظر آتا ہے کہ ہم اپنی دنیا و آخرت کی فلاح یابی کے لئے ہر معاملہ میں ہر وقت اس سے سبق لے سکتے ہیں اور بصیرت و رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں ؎

وہ کیسے کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

تیسری اہم خصوصیت آپ کی تعلیم و تربیت کی غیر معمولی اور حیرت انگیز تاثیر ہے آپ کی تعلیم اور تزکیہ و تربیت اور رفیق صحبت تئیس سال کی بہت ہی قرآن مجید میں اس عظیم تبدیلی اور قابل رشک اصلاح کو اپنی بڑی نعمت سے تعبیر کیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا

(اے مسلمانو) اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی کہ جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی سو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم دوزخ کے کنارے پر تھے تم کو وہاں سے ہٹا دیا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دُرفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا | دل کو زندہ کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے | کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

چوتھی اہم فضیلت اور خصوصیت یہ عطا فرمائی کہ آپکے قلب کو انتہائی شفیق، کریم رحمت و کرم کا پیکر آپ کی ذات گرامی کو ٹھہرایا اور آپ کو بہت ہی آسان بہت ہی جامع شریعت سے نوازا آپ کی رحم فرمائی اور شفقت و کرم گستری کو اس طرح بیان فرمایا:۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔

تمہارے پاس تم میں سے ایسے پیغمبر تشریف لائے کہ تم کو مشقت میں ڈالنے والی چیز اُن پر گراں ہیں وہ تمہاری ہدایت و خیر خواہی کے بیحد خواہاں اور اہل ایمان کے لئے شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔

آپ کی شفقت و مہربانی اور ضبط نفس کا یہ حال تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال تک آپ کی خدمت کی ہے آپ نے خدا کی قسم نہ مجھے مارا اور نہ بُرا کہا نہ گرمی دکھائی۔ آپ شفقت و رحمت ہی کی وجہ سے بندوں کی گمراہی سے بے چین رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ پیغام خدا قبول کرکے تمام بندے دنیا کا سکون اور آخرت کی نجات و بخششیں حاصل کرلیں یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات کریمہ آپ کی تسلی و تشفی کے لئے نازل فرمائیں ایک موقع پر ارشاد ہوتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۔

تو کیا آپ ان لوگوں کے پیچھے اپنی جان گنوا دیں گے افسوس کرتے ہوئے اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ حاکمانہ قادرانہ فیصلہ سُنا دیا۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔ — بے شک آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔

مطلب یہ ہے کہ پیغام ہدایت پیش کرنا اور رہنمائی کا حق ادا کرنا بے شک آپ کا فریضہ اور ذمہ داری ہے جسے آپ پوری کر چکے۔ دلوں کو پھیرنا اور منزل مقصود تک پہونچا دینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرت کی مصلحت ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت نصیب کرتا ہے جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔

حضرات! ان خصوصیات و فضائل کا تقاضہ تھا جو پورا کیا گیا آپ کو خاتم النبیین آخری پیغمبر بنایا گیا نبوت و رسالت کا دروازہ آپؐ کے بعد ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ اب کسی قسم کی نبوت و رسالت کسی کو عطا نہیں کیجائیگی اور نہ کسی نبی و رسول کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہے آپ کے اس مقام بلند کو آخرت میں میدان حشر میں اس طرح ظاہر کیا جائے گا کہ شفاعت کبریٰ کا منصب اور مقام محمود آپ ہی کے لئے خاص کر دیا گیا ہے جنت کے دروازے آپؐ کے لئے سب سے پہلے کھلیں گے تمام اولین و آخرین آپؐ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوں گے۔

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے احسان فرماتے ہوئے جب ہمکو ایسے رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین فخر کائنات سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی سعادت نصیب فرمائی، اس نعمت کے شکریہ میں ہم اپنے اسلاف واکابر کی اتباع کرتے ہوئے اسوۂ حسنہ کی اتباع ہر موقع اور ہر حالت پر کرکے فلاح دارین حاصل کرلیں، اللہ تعالےٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے ؎

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تقریر سیرت (۳)

اتباعِ سُنّت

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

امابعد قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃٌ حسنۃٌ

صدر محترم و بزرگان دین. برادران اسلام، عزیزان ملت!

اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبر بھیجے اور سب سے آخری زمانہ میں اپنے آخری تاجدار بطحا، سرکار دوعالم فخر کائنات سرور موجودات حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور مخلوق کے لئے جتنے کمالات و فضائل علوم وحقائق ممکن تھے اور ان کے مقام اعلیٰ کے مناسب تھے وہ سب عطا فرمادیئے اور اب نجات و مغفرت کو آپ کی اتباع پر منحصر فرمادیا اب نیکیوں کا وہی سکہ رائج ہوگا اور پروانۂ نجات بن سکے گا جس پر مہر محمدیؐ لگی ہوئی ہو، عقائد ہوں یا اعمال اخلاق ہوں یا عادات احوال و کیفیات ہوں یا واردات و الہامات سب کو محمدیؐ رنگ میں رنگنا پڑے گا جسے بارگاہ مدینہ سے سند قبولیت نہیں ملی ہے۔ وہ مقبول نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ سنادیا ہے تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں بہترین نمونہ ہے ان کی سنت معیار کامل ہے اللہ تعالیٰ نے ایک آیت میں اعلان فرمایا فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔ پس نہیں آپؐ کے رب کی قسم نہیں مومن ہوسکتے جب

تک اپنے تمام اختلافات کا فیصلہ آپؐ سے نہ کرا ئیں پھر آپؐ کے فیصلہ سے اپنی طبیعت میں کوئی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر تسلیم کریں، ایمان والا وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تمام حکموں اور فیصلوں کو سچے دل سے تسلیم کرے چوں و چراں و ایں و آں نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ

یعنی کسی مومن مرد و عورت کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ آجانے کے بعد اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا ہے اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ان کے لئے قرآن مجید میں فوز عظیم اور اجر کامل، کا وعدہ کیا گیا ہے جنت میں انبیاء و صدیقین، شہداء صالحین کی معیت نصیب ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے تمام اختلافات و تنازعوں میں اللہ و رسولؐ کی طرف رجوع کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ان تمام، قرآنی ارشادات کی تشریح و توضیح احادیث پاک میں فرمادی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو تم میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو اور دانتوں سے تھام لو اور دین میں نئے امور نکالنے سے بچو۔ کیوں کہ دین میں جو نیا امر نکالا جائیگا وہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا جو اُمت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے اختیار کرے گا اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے، آپؐ نے فرمایا جس نے میرے اس دین کے حکم میں کچھ ایجاد کیا وہ رد ہے اصول دین سے جو عقیدہ یا عمل ثابت نہ ہو اس کے رد کرنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔ آپ نے فرمایا میری تمام اُمت جنت میں داخل ہوگی سوائے ان لوگوں کے جو انکار کریں دریافت کیا گیا انکار کرنے والے کون ہیں آپؐ نے فرمایا جس نے میری پیروی کی وہ جنتی ہے اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرنے میں صحابہ کرامؓ سخت پابند تھے۔

وہ عبادت وعادات کیفیات وحالات تمام صورتوں میں اپنے آقا ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مکہ معظمہ صلح حدیبیہ کے قاصد رسول بن کر تشریف لے گئے تھے ان کے ٹخنے سے اونچے تہبند کو دیکھا تو مذاق اڑایا گیا انھوں نے جواب دیا کہ میرے متبوع ومطاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح لباس پہنتے ہیں یہ تھے عاشق رسول ؐ، محب نبی کہ دنیا والے کچھ کہیں ان کو اپنے محبوب کی ادا اور چال ایمان پسند ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک صاحب کو چھینک ہوئی انھوں نے الحمد للہ کے ساتھ الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ بھی پڑھا حضرت ابن عمرؓ جیسے عاشق رسول نے ٹوکا اور کہا کہ صلوٰۃ وسلام تو میں بھی پڑھتا ہوں مگر چھینک آنے پر آقا کی تعلیم یہ ہے کہ الحمد للہ علیٰ کل حال کہا جائے۔ دیکھئے دعا میں بھی زیادتی پر ناراض ہو رہے ہیں آج اگر کوئی شخص اس طرح ٹوکتا تو اسے درود وسلام کا دشمن اور بدعقیدہ کہہ دیا جاتا۔ قربان جایئے صحابہ کرام کے جذبہ اتباع سنت پر کہ انھوں نے اپنے عمل وکردار سے ہم سب کو بتایا اور سمجھایا کہ جو عبادت جس موقع پر سرکار نے عبادت بتلائی ہے وہ اس موقع کے لئے عبادت ہے، صحابہ کرام سنت کا پیغام لے کر اٹھے تمام دنیا پر غالب آگئے، صحابہ کرام کے بعد ائمہ دین محدثین کرام، بزرگان اسلام سب نے سنتوں کے انوار پھیلانے میں اپنی زندگیاں گزاری ہیں، امام اعظم ابوحنیفہؒ جیسے مجتہد اعظم فقیہہ امت سے حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے نقل کیا ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا جب ہمارے پاس ارشاد رسول علیہ السلام پہونچے گا ہم بسروچشم قبول کریں گے اور جب صحابہ کرامؓ کے اقوال پیش ہونگے ہم ان میں سے ایک قول پسند کریں گے اور جب تابعین کا قول آئے گا ہم سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں گے" اور امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے چاروں اماموں سے یہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں جب حدیث صحیح آجائے تو وہی ہمارا مذہب ہے۔

حدیث کے مقابلہ میں ہمارا قول مردود ہے، امام الطائفہ شیخ الطریقت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کی رضامندی و خوشنودی حاصل کرنے کے تمام راستے بند کر دیئے سوائے ایک اس راستہ کے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

کسی نے کیا اچھا کہا ہے :-

ہوا پر اُڑے گر کوئی انس و جن
خلاف پیمبر ہو شیطان گن

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ وضو فرمارہے تھے ایک دن انگلیوں کا خلال چھوٹ گیا تھا جو کہ سنت ہے ندا آئی کہ میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور میرے حبیب کی سنت چھوڑتے ہو اس دن سے ہمیشہ حضرت شیخ افسوس کرتے ہوئے فرماتے تھے اگر قیامت کے دن پوچھ لیا کہ یہ سنت کیوں چھوڑ دی تھی اے فرید کیا جواب دو گے؟

برادران اسلام! یہ تھے اسلام کے سچے شیدائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے متوالے جو خلاف سنت کوئی عقیدہ کوئی عمل کوئی حالت اختیار کرنا گوارا نہیں کرتے تھے اگر ہم صرف عقلی طور پر سوچیں پھر بھی سمجھ سکتے ہیں انبیاء علیہم السلام روحانی طبیب ہوتے ہیں جسمانی طبیبوں میں جس کی ڈگری سب سے اونچی ہو اور اس کے مطب سے بکثرت بیماروں کو شفا بھی ملتی ہو، اور اس کے اخلاق بھی اچھے ہوں سب ایسے طبیب و ڈاکٹر سے علاج کرانا پسند کرتے ہیں۔ پھر روحانی علاج اور فکری و عملی بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کے لئے ہم کیوں نہ سب سے اونچے معالج اور حیرت انگیز شفا دہندہ

طبیب اور خوش اخلاق مولیٰ کی طرف رجوع کریں اور ان کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف کیوں جائیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے سرتاج ہیں سب سے بلند و بالا ختم نبوت کے مقام پر فائز ہیں وہ اتنے اونچے درجہ والے ہیں کہ توریت و انجیل اور تمام آسمانی صحیفوں میں ان کا ذکر پاک کیاجاتا رہاہے جو والی تسنیم و کوثر ہیں جو صاحب مقام محمود ہیں جو صاحب براق و معراج ہیں، شفاعت کبریٰ کے خصوصی منصب پر متمکن ہیں رحمۃ للعالمین ہیں خاتم النبیین ہیں اور ان کی تعلیم گاہ اور فیض صحبت سے تئیس سال کی مختصر مدت میں وہ انقلاب رونما ہوا جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر ہے اصحاب کرام رضی کے سینوں میں ایمان و یقین کی وہ دولت آپ نے بھر دی تھی اور ان میں اخلاق و کردار کی وہ بے پناہ قوت پیدا کردی تھی کہ وہ ڈوبتی ہوئی انسانی کشتی کو ساحل نجات تک لانے والے ناخدا بن گئے اُن رات کے عابدوں اور دن کے گھوڑسواروں کی انقلابی زندگیوں کے تابناک حالات آج بھی یقین محکم اور عمل پیہم کا سبق دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

آئیے! ہم اور آپ بھی عہد کریں کہ اتباع سنت اور پیروئی صحابہ کرام رضی کرکے دنیا و آخرت کی کامرانیاں حاصل کریں گے۔

وما علینا الا البلاغ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

ارکانِ اسلام

(کلمہ طیبہ پر ایمان کامل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج)

خطبۂ مسنونہ کے بعد

اما بعد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان والحج

او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

بزرگو اور بھائیو! آپ کو معلوم ہے کہ اسلام ایک مکمل اور جامع ابدی اور آفاقی دین ہے، اسلام دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے، کتاب و سنت کی واضح نصوص اور ان کی روشنی میں ائمہ دین کے اجتہادات، علمائے شریعت کی توضیحات نے دین پر چلنا ہمارے لئے بہت آسان کر دیا ہے، ہر قدم پر اسلام ہمیں عملی روشنی عطا کرتا ہے پھر انسان پر احسان اللہ تعالےٰ کے رسول ؐ نے فرمایا کہ اسلام کے بنیادی ارکان کو متعین فرمادیا اسلام کی عمارت کے ستونوں کی نشان دہی فرمادی جس سے اہل اسلام کو انتہائی سہولت حاصل ہوگئی، اب جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا چاہے وہ ارکان اسلام کو صدق دل اور اخلاص سے اختیار کرلے، ایسا شخص ہر معاملہ میں اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا عادی بن جائے گا، ارکان اسلام کی تعمیل زندگی کا نقشہ بدل ڈالے گی۔

ارکانِ اسلام کی پابندی سے ایسی روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ بندے

کو ہر قسم کے گناہوں ہر طرح کی نافرمانیوں اور ہر نوع کی معصیتوں سے نفرت اور بیزاری ہونے کے ساتھ تمام نیک کاموں عبادتوں طاعتوں کی رغبت اور عادتِ طبعی تقاضہ کے طور پر رونما ہوجاتی ہے اس لئے سخت ضرورت ہے کہ ہم ارکانِ اسلام کی حقیقت واہمیت سے واقف ہوجائیں آج کی نشست میں اسی کو پیش کرنے جارہا ہوں اللہ تعالےٰ توفیق بخشے۔

حضرات! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد میں نے پڑھا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

اسلام کا پہلا بنیادی رکن کلمہ طیبہ پر ایمان لانا ہے اس کلمہ میں توحید ورسالت کے اقرار کی دعوت ہے لا الٰہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کے متعلق تمام ضروری عقیدے شامل ہیں اس کو ایک جانے اس کی کسی صفت میں کسی کو شریک نہ سمجھے نہ قدرت میں نہ حیات میں نہ علم میں نہ نافع وضار ہونے میں اگر کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی دشمن ہوجائے اور توپ دم کرنے کا حکم دیدے اور توپ بھی سامنے آجائے تو بھی کچھ خوف نہ ہونا چاہیئے یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نہ چاہے گا تو میرا کچھ بھی نقصان نہیں ہوسکتا اور اگر وہ چاہے تو بادشاہ اور توپ سے کیا ایک چیونٹی سے بھی بڑی سے بڑی مخلوق کو فنا کراسکتا ہے وہ اللہ قادرِ مطلق حکیم دانا وبینا ہے، علیم وخبیر ہے، بے نیاز ہے خالق ومالک ہے اور مدبر ومختار کل ہے، عبادت وبندگی کے لائق، ہر قسم کی حمد کا مستحق وہی ہے۔ اور محمد رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ اللہ کے رسول ہیں جو کچھ انھوں نے بیان

فرمایا سچ ہے جس چیز کی جو حقیقت بیان فرمائی وہی اس کی حقیقت ہے، ہمارا مشاہدہ غلط اور ہمارے قوانین میں خلل ہو سکتا ہے۔ ان کی بیان کی ہوئی حقیقت تمام تر صحیح ہے انبیاء علیہم السلام آسمانی کتابوں فرشتوں اور قبر و قیامت و حشر، جنت و دوزخ کے بارے میں جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے سب سچ اور یقینی ہے انھوں نے خدا کی خوشنودی کا سبب جس چیز کو کہا وہ خدا کی خوشنودی کا سبب ہے اور انھوں نے خدا کی ناراضی کا جو سبب بتایا بے شک وہ خدا کی ناراضی کا سبب ہے اور جس کلام کو انھوں نے خدا کا کلام کہا بے شک خدا کا کلام ہے۔

جو بھی یہ دونوں عقیدے توحید و رسالت اپنے دل میں مضبوطی کے ساتھ قائم کرلے اس کے اعضاء ظاہری اور اعضائے باطنی سب فرمانِ الٰہی کے مطیع و تابعدار ہو جائیں گے اور اتباع و اطاعت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے شروع ہو جائیں گے۔

نماز:- اسلام کا دوسرا رکن نماز قائم کرنا ہے، نماز فرض ہے جو شخص اس کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ عذرِ شرعی کے بغیر نماز چھوڑنے والے کو بھی بعض علماء نے کافر کہا ہے اور بعض نے قتل کئے جانے کے لائق بتایا ہے۔ اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ نے بے نمازی کو قید کرنے کا حکم دیا ہے جب تک کہ وہ توبہ کر کے پابندی کا عمل ظاہر نہ کرے اس کے ساتھ فاسقوں جیسا معاملہ کیا جائے۔ نماز وہ اہم عبادت ہے جو ایک دن میں پانچ مرتبہ فرض کی گئی، صبح اٹھتے ہی سورج نکلنے سے پہلے پاک وصاف ہو کر قبلہ رو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر اس کلام کی آیتیں پڑھ کر اس کی حمد و ثنا کر کے اس سے دعا مانگی جائے۔ ایمان و اسلام کا سبق دہرایا جائے پھر اسی کے حکم و اجازت سے فکر معاش میں مشغول رہ کر دوپہر کو بندگی و اطاعت کا اقرار تازہ کرنے کے لئے

مؤذن کی اذان پر حاضر ہوکر نماز ظہر ادا کی جائے اور دن ختم ہونے کے قریب دنیاوی کاموں کے جلدی جلدی تکمیل تک پہنچانے کی فکر پر آخرت کی فکر کو ترجیح دینے کے لئے نماز عصر پڑھی جائے اور کچھ دیر کے بعد سورج ڈوبتے ہی رات شروع ہو رہی ہے اب پھر درس بندگی کی تکرار کے لئے مغرب کی نماز پڑھی جائے اور اس کے بعد سونے سے پہلے دن کے ہنگامے اور چہل پہل ختم ہوتے ہی نماز عشاء پڑھی جائے اللہ کے ذکر پر آنکھیں کھولی تھیں اسی کے ذکر پر آنکھیں بند کی جائیں۔

یہ ہے پنج وقت نماز جس کی اہمیت و فضیلت اور جس کے ترک پر وعید سے قرآن وحدیث لبریز ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ — بلاشک نماز ایمان والوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

نماز کو اللہ تعالے نے کامیابی کا ذریعہ بتلایا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ۔ — وہ اہل ایمان درحقیقت کامیاب ہوچکے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔

نماز کو بے حیائی اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ — بے شک نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے۔

جو حقیقی نمازی ہے وہ تمام گناہوں سے بیزار اور نفرت کرنے والا ہو جاتا ہے، نماز اللہ کے ذکر کا بڑا سبب ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ — نماز قائم کر دمیرے ذکر کے لئے۔

نماز سے اللہ تعالےٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔

استعینوا بالصبر والصلوٰۃ	اللہ کی مدد چاہو صبر اور نماز کے ذریعہ

قرآن مجید کی ہدایت پرہیزگاروں کو اور نمازیوں کو ملتی ہے۔

ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ	قرآن ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

تمام اللہ تعالےٰ کے پیغمبر اور سب مقبول بندے نمازی تھے اور اولاد متعلقین کو نمازی رہنا پسند کرتے تھے۔

جن انبیاء علیہم السلام کے نام لیواؤں نے نمازوں کو چھوڑا، ان کو ناخلف بتلایا گیا۔

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات۔	ان مقبول بندوں نمازیوں کے بعد ایسے بُرے جانشین ہوئے جنھوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور شہوتوں کی پیروی کی۔

نماز کی اہمیت کے پیش نظر اس کے مسائل وضو، غسل تیمم وغیرہ کا بھی بیان قرآن حکیم میں کیا گیا، بے نمازیوں کو خوفناک وعیدیں سنائی گئیں۔ ارشاد فرمایا گیا۔

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون	خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے لاپرواہی کرنے والے ہیں۔

قیامت کے میدان میں ساق کی تجلی ظاہر ہوگی اور سجدہ کرنے کا حکم ہوگا

بے نمازیوں کی کمریں تختہ بن جائیں گی وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور نمازی سجدہ ریز ہو کر رضائے الٰہی کے حقدار بنیں گے، بے نمازوں کو دوزخ کی آگ میں جلنا پڑے گا جو دنیا کی آگ سے ستر گنا زائد تیز بھڑکتی ہے دوزخیوں سے پوچھا جائے گا۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ — تم کو جہنم میں کس چیز نے پہونچایا

وہ جواب دیں گے

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ — ہم نمازیوں میں نہیں تھے اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

میدان حشر میں عقائد کے بعد اعمال میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا شاعر نے زبان شعر میں کہا ہے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

نماز نہ پڑھنا نماز میں سستی و لاپرواہی کرنا منافقوں کی علامت ہے۔

وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى۔ — جب منافق نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں سستی اور لاپرواہی سے کھڑے ہوتے ہیں

بے نمازیوں کے دل خدا کے خوف سے خالی ہوتے ہیں۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ — اور بے شک وہ نماز گراں ہے سوائے ان لوگوں کے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔

بے نمازی اپنا چہرہ خدائے تعالیٰ کی رحمت سے پھیرے ہوئے ہے۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى — اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی اور لیکن جھٹلایا اور منہ موڑا۔

اس آیت میں نماز نہ پڑھنے کو منہ موڑنا کہا گیا ہے۔ کیسی سخت وعید اور خطرناک انجام بے نمازی کے لئے ہے۔ کاش ہم سب نصیحت حاصل کریں۔
قرآن مجید میں نماز سے متعلق سیکڑوں آیتوں میں سے چند کو میں نے پیش کیا اب میں آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ارشادات پیش کرتا ہوں۔
آپ نے فرمایا نمازِ دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے چھوڑا دین کو ڈھا دیا۔
آپ کا ارشاد ہے بندہ اور کفر کے درمیان بس ترکِ نماز کی کسر ہے مطلب یہ ہے کہ جب نماز کو چھوڑا کفر کے قریب پہنچ گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہو جائیں اور نماز چھوڑنے پر مارو جب وہ دس برس کے ہوں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا کہ جو شخص اسکی پابندی اور حفاظت کرے گا قیامت کے روز اس کے لئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی۔ اور جو شخص اس پر پابندی نہ کرے گا اس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور دستاویز اور نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔
اگرچہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں بے نمازی ان کے ساتھ نہ رہے گا۔ مگر کچھ دن کے لئے ایسے ملعونوں کا ساتھ کتنی سخت سزا ہے، جب کہ سرکار کی آواز بھی پست ہو چکی تھی ایسے وقت آخری نصیحت و وصیت امت کے لئے یہ فرمائی۔
الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم دیکھو نماز کی پابندی اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔ اگر ہمارا بھائی یا باپ یا ماں یا دوست کوئی آخری وصیت کر جائیں تو ہمیں اس کے پورا کرنے کی کتنی فکر ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دونوں جہاں میں کام آنے والے حوض کوثر کا جام عنایت فرمانے والے، شفاعت سے نوازنے

والے آقا کی محبت کے نعرے تو خوب لگائے جائیں اور نماز چھوڑ کر ان کی آخری نصیحت کو بھی ٹھکرا دیا جائے وہ نماز جس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ میری نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس خنکی مصطفےٰ کو ضائع کیا ہے، ہماری اولاد لخت جگر اور راحتِ چشم و قلب ہوتی ہے۔ اولاد کو تکلیف پہونچے تو ہمارا دل دہلتا ہے افسوس صد افسوس ہم دامنِ مصطفےٰ کو تھامنے کے دعویدار ہیں اور نماز جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ہم اس کی فکر نہ کریں، وہ نماز جسے آپ نے کبھی نہ چھوڑا وہ نماز جو شب معراج میں تحفہ کے طور پر سرکار کے ذریعہ امت کو عطا کی گئی، پچاس وقت سے پانچ وقت رکھی گئی اور ثواب پچاس وقت کا دینے کی خوشخبری سنائی گئی اسی نماز کو ضائع کر کے ہم تحفۂ معراج کی ناقدری کریں اپنے پیش کئے ہوئے تحفوں ہدایا تبرکات کی ناقدری کرنے والوں سے ہم خفا ہو جائیں اور ہمارے گھر والے ہمارے دوست ہمارے عزیز سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے عطا کئے ہوئے تحفۂ نماز کی ناقدری کریں اور ہماری آنکھیں نہ روئیں ہمارے دل نہ دھڑکیں کتنے رونے اور رنج کرنے کا مقام ہے رسول اکرمؐ اور ان کے صحابہ کرامؓ نے نمازوں کی اہمیت بڑھائی ہم نے اس کی اہمیت کو گھٹایا آپؐ نے آخری بیماری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھاتے اور صحابۂ کرامؓ کو ان کے پیچھے پڑھتے دیکھ کر خوشی ظاہر فرمائی آپ کا چہرہ چمکنے لگا۔ صحت یابی کی علامت ظاہر ہونے لگی امت کے بے نمازیوں کو دیکھ کر سرکارؐ کو کتنا رنج ہوگا اسی لئے میدانِ محشر میں نمازیوں کے وضو کے اعضا کی چمک دیکھ کر سرکار ان کو جام کوثر عنایت فرمائیں گے اور بے نمازی محروم رہیں گے، قبر میں عصر کی آخری وقت معلوم ہوتا ہے بے نمازی جواب نہ دے سکے گا۔ اور نمازی کو نماز کی فکر سے جواب دینا آسان ہو جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور تمام حکومت کے گورنروں کے پاس لکھوا کر بھجوایا کہ تمام حکموں میں سب سے

امام بھر ے نزدیک نماز ہے۔ جو اسے چھوڑے گا ضائع کرے گا وہ اس کے علاوہ
... زیادہ چھوڑنے والا اور ضائع کرنے والا ہوگا۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے
زمانے میں تصوف کے مصنوعی دعویداروں نے کہا تھا کہ ہم کو نماز و روزہ
کی ضرورت نہیں ہے ہم پہونچ چکے ہیں ان ذرائع کی ہم کو کیا حاجت ہے، حضرت
... نے سنا تو فرمایا وہ لوگ بے شک پہونچے ہوئے ہیں مگر خدا تک نہیں پہونچے
... تک پہونچے ہیں برادران اسلام! قرآن و حدیث کی واضح تشریحات
... امام اور بزرگان دین کے صاف و روشن نمونۂ حیات سے نماز کی اہمیت و فضیلت
... نے کے بعد کبھی نمازوں کی اگر آپ نے پابندی کی تو خود سوچئے ٹھکانہ کہاں ہوگا۔
... نے ہمارے بزرگوں کی یہ حالت بیان کی ہے۔

... میں لڑائی میں اگر وقتِ نماز — قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
... صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اور آج کل کی حالت یہ ہے۔ ؎

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

... یہ جو دعا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعمیر خانہ
... کے وقت میں مانگی تھی رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ
... پروردگار مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنائے رکھ اور میری اولاد کو بھی۔
... ہم سب کو پکا نمازی بنادے۔ آمین۔

روزہ

اسلام کا دوسرا رکن روزہ ہے نماز کے ذریعہ روزانہ پانچ وقت
خدا کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اور روزہ سال میں ایک مرتبہ پورے

ایک مہینہ تک ہر وقت اللہ تعالےٰ کی یاد دلاتا ہے، صبح سے شام تک کتنا ہی دل چاہے کتنی ہی بھوک و پیاس ہو کیسی ہی خواہش ہو، اچھی سی غذا سامنے آئے۔ عمدہ سے عمدہ لذت بخش مشروب حاضر ہو روزہ دار استعمال نہیں کرتے اپنی خواہش پوری نہیں کرتے اور مغرب کا وقت آتے ہی سب رکاوٹیں دور ہوگئیں۔ ابتک نہ کھانا اور نہ پینا ثواب تھا اور اب کھانے پینے میں ثواب ہے خدا کی خوشنودی کے مقابلہ میں نفس کی خواہشوں کے دبانے اور روکنے کی طاقت روزہ سے حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے روزہ کا یہ بڑا فائدہ بتلایا ہے کہ اس سے تقویٰ اور خوفِ خدا کا جذبہ بیدار ہوجاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝	اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض تھے تاکہ تم متقی بنے رہو۔

روزہ کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے، اور دوسری خوشی اللہ سے ملنے کے وقت ہوگی۔ جنت کا ایک خاص دروازہ بابُ الریان ہے جس میں سے روزہ دار داخل ہوگا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں روزہ کا بدلہ ہوں یا روزہ کا بدلہ میں خود خاص طور پر دوں گا۔ اللہ اللہ روزہ دار کا کیا مقام ہے ہم سب کو چاہئے کہ فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی گاہ بگاہ رکھا کریں۔ اور اپنے اندر تقویٰ پرہیزگاری کی صفت پیدا کرنے کی جدوجہد کریں نماز کی طرح روزے سے بھی غفلت عام ہے۔ جس کو زبانِ شعر میں کیا خوب کہا گیا ہے۔ ؎

کسقدر تم پر گراں صبح کی بیداری ہے — مجھ سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبع آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے — تم ہی کہدو یہی آئینِ وفاداری ہے

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

[illegible] ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب — زحمت روزہ جو کرتے ہیں گوارہ تو غریب
[illegible] ہمارا تو غریب — پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب

امراء نشہ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملت بیضا غرباء کے دم سے

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے قرآن مجید میں نماز کے حکم کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے زکوٰۃ ہر مسلمان مالدار پر فرض [illegible] پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے ساتھ تولہ سونا یا [illegible] کا سامان تجارت یا نقد رقم موجود ہو اور ایک سال گزر جائے. زکوٰۃ [illegible] کی ڈھائی فیصد دولت امت کے جون میں تقسیم کرنے کا حکم [illegible] اللہ تعالیٰ نے ہر ایک اللہ والے پر احسان فرمایا ہے جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں [illegible] ان کا مال زہریلے ناگ کی شکل کو بن کر قیامت میں اپنے مالکوں کو ڈسے [illegible] مال کی آگ میں گرما کر اور تپا کر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے جسموں کو داغا جائیگا [illegible] تمام صاحب نصاب بھائیوں کو چاہئے کہ وہ وقت پر زکوٰۃ ادا کر کے اپنے [illegible] مال کے حرص سے اور اپنے اخلاق کو بخل و تنگ دلی سے اور اپنے [illegible] کی حق تلفی کے زنگ سے پاک کرتے رہیں۔

حج اسلام کا پانچواں رکن حج ہے، ہر صاحب نصاب مالدار مسلمان جو حج کے [illegible] میں آمد و رفت کے خرچے اور غائب ہونے کی مدت میں اہل و عیال [illegible] اکر سکنے کی استطاعت رکھتا ہو اور اگر عورت ہے تو اپنے ساتھ محرم لے [illegible] بھی ہو ایسی حالت میں زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہو جاتا ہے [illegible] کا اظہار ہے یہ اللہ کا عشق ہی ہے. جو کہ کاروبار چھوڑ کر دیوانوں

اور عزیزوں سے جدا کر کے سفر کی زحمتیں برداشت کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اللہ اپنے چاہنے والوں کو یہ صلہ دیتا ہے کہ حج مبرور کے بدلے میں تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ حج مقبولہ کا بدلہ جنت و مغفرت ہے۔ حج کرنے والا مجاہد راہِ خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ حج کرنے کی سعادت سے ہم لوگوں کو نوازے۔ حضرات! اسلام کے پانچوں ارکان کی اہمیت و فضیلت میں نے مختصر طور پر پیش کر دی ہے۔ آج اہل اسلام ان ارکان اسلام و فرائض کی پابندی نہیں کر رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اخلاق و معاملات، معاشرت و سیاست میں بھی اسلامی تعلیمات سے دور ہیں، شاعر نے اسی کو کیا خوب ظاہر کیا ہے

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود　　ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو　　بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو　　بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

اسلامی ارکان کی ادائیگی و پابندی سے ہی ہماری عظمت رفتہ بحال ہو سکتی ہے اور ہم اس ذمہ داری کو پورا کر سکتے ہیں جو توحید و رسالت کے اقرار سے ہم پر لازم ہوئی ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

وما علینا الا البلاغ

عید الفطر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین امابعد قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

بزرگان دین و برادران اسلام آج عید کا دن ہے عید ایسی خوشی کو کہتے ہیں جو بار بار آئے، یہ اللہ والوں کا تیوہار ہے یہ ان نیک بندوں کا روز مسرت ہے خوشی ہو یا غم ہر حال میں اپنے پروردگار کو یاد رکھتے ہیں یہ اس امت مسلمہ کی شادمانی منانے کا موقع ہے جسے نیکیاں پھیلانے اور برائیاں مٹانے کی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے

ہم سوچیں غور کریں کہ ہم کس نعمت کا شکر ادا کرنے اور کس فضل ربانی پر مسرت ظاہر کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ میں آپ کو عید کی مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ یہ دعوت یہ پیغام بھی دینا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے عقائد و اعمال اور اخلاق و کردار کا جائزہ لیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ہم یوں عید منانے کے لائق ہیں یا یوم غم منانے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو ہم تمہاری نعمت زیادہ کردیں گے اور اگر ناشکری کروگے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے عید بھی ایک نعمت ہے اس کا بھی شکر واجب ہے۔

حضرات! ہمارے حالات کی خرابی دیکھ کر ایک شاعر نے کہا تھا ؎

پیام عیش و مسرت ہمیں سناتا ہے ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

ہلال عید بے شک خوشیاں لے کر نکلتا ہے البتہ خوشیاں قبول کرنے کی صلاحیت کھوتے جارہے ہیں۔ رمضان المبارک آیا اور گذر گیا برکت ورحمت اور نجات ومغفرت کی دولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن رات تقسیم ہوتی، کتنے بدقسمت ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنی مرادوں کے دامنوں کو سمیٹ لیا اور محروم رہے۔ شب قدر جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے کتنے بدنصیب ہیں وہ افراد جو اس نعمت کو نہ پاسکے نفلی صدقہ وخیرات کر کے نفلی اعمال خیر کر کے فرائض کا ثواب اور فرائض ادا کر کے ستر گنا فضیلت حاصل کرنے کا موقع جنھوں نے کھودیا آج ایسے بدقسمتوں اور بدنصیبوں کے رونے کا دن ہے عید ان کی ہے جنھوں نے رمضان المبارک جیسے عبادت کے موسم بہار سے فائدہ اٹھایا روح کو تازگی بخشی ایمان کی تابندگی حاصل کی اور آج غسل کر کے مسواک کر کے خوشبو لگا کر اچھے کپڑے استعمال کر کے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ آہستہ راستے میں پڑھتے ہوئے کوئی میٹھی چیز کھا کر جسم و روح کو حلاوت ولذت دیتے ہوئے فرشتوں کے سلاموں کی برکت ساتھ لے کر دوگانہ ادا کرنے آئے ہیں اپنی خوشیوں میں یتیموں، مسکینوں، محتاجوں، بیواؤں اور دین کے لئے وقت لگانے والے حاجتمند طالب علموں کو بھی صدقہ فطر سے امداد دے کر شریک بنا چکے ہیں۔ وہ مسلمان جو تنہا اپنی اور اپنے متعلقین کی خوشی نہیں چاہتے ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے عیش و لذت اور راحت ومسرت کا سامان مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تمام بنی نوع انسان اور پوری کائنات کی فلاح وبہبودی چاہتے ہیں درحقیقت ایسے ہی مسلمان قابل مبارکباد ہیں اور جن کے دل دوسرے کے غموں سے خالی ہیں جنھیں یہ ہوش نہیں کہ ہم خوش ہیں مگر ہمارے بے وطن فلسطینی بھائیوں پر کیا گزر رہی ہے جن کے وطن پر ذلیل و مغضوب ومعتوب قوم یہود کا غاصبانہ قبضہ ہے مسجد اقصیٰ کی محرابیں ہماری بدعملیوں کے نتیجہ میں اللہ اکبر کی صداؤں کو ترستی ہیں۔ ہمارے اندر یہ

ایمانی جذبہ ہونا چاہیئے کہ ہم آج یہ عہد کر کے واپس جائیں کہ دنیا کے تمام مظلوموں کے غموں میں، تمام مسکینوں، پریشان حال بیکسوں کی فریادوں میں ہم بھی شریک ہیں اللہ تعالیٰ سے ہم دُعا کریں کہ ہم سب کو پوری امت مسلمہ کو تمام نوع انسان کو ہر قسم کی گمراہی اور ظلم سے دور رکھے۔ اور دنیا و آخرت کی مسرت نصیب فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

عید الاضحیٰ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد قال اللہ تعالیٰ۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ۔

برادران اسلام آج عید الاضحیٰ کا پرمسرت موقعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار سچی اور سنت کے مطابق ادا کی جانے والی عیدیں نصیب فرمائے آمین۔ عید الاضحیٰ میں بھی عید الفطر کی طرح صبح جلدی اٹھنا غسل اور مسواک کرنا جو اللہ نے اچھے کپڑے دیئے ہوں ان کو استعمال کرنا خوشبو لگانا اور دو رکعت نماز آبادی سے باہر نکل کر اجتماعی طور پر ادا کرنا سنت ہے اس عید میں بہتر یہ ہے کہ نماز عید کے بعد کھانا کھائے اور اس عید میں تکبیر تشریق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد بلند آواز سے آنے جانے کے راستوں میں پڑھے جو مسنون ہے یہ عید خاص طور پر ابراہیم خلیل اللہ کی عظیم قربانی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے اس لئے اس موقع پر سب سے پسندیدہ اور مقبول عمل قربانی ہے جو لوگ صاحب نصاب ہوں ان تمام پر قربانی کرنا ہر سال واجب ہے اس عید کے ایک دن پہلے یعنی ۹ ر ذی الحجہ یوم عرفہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ۱۰ ر ۱۱ ر ۱۲ ر ۱۳ ر ذی الحجہ کے ایام اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مہمان نوازی کے لئے ہیں ان دنوں کے روزے حرام کر دیئے گئے ہیں اس عید سے ایک دن قبل حج کا عالمگیر

روحانی اجتماع ہر سال کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے ان تمام احکام کی وجہ سے اس عید کی بہت بڑی اہمیت وخصوصیت ہے ہم کو چاہئے کہ اسے سمجھیں اور اس سے نصیحت حاصل کریں۔

حضرات! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک فرماں بردار امت تھے وہ ایک فرد ہوتے ہوئے ایک پوری فرماں بردار امت کے برابر اخلاص وایمان اور عمل صالح کی دولت رکھتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کو ایک کہنے کے جرم میں بے گناہی بیں مشرک قوم اور سرکش بادشاہ نے دہکتی شعلوں والی آگ میں ڈلوایا تھا اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا، ان کے باپ نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا باپ اور پوری قوم کی ہدایت سے مایوس ہو کر انہوں نے ہجرت فرمائی مصر گئے وہاں عزت پر حملہ ہوا اللہ نے حفاظت فرمائی حضرت ہاجرہ جیسی صالحہ خاتون انعام میں ملیں شام گئے وہاں آباد ہوئے ایک بڑا نصیب ہوا اس لاڈلے اکلوتے بیٹے اور اس کی ماں سے ملک عرب کو آباد کیا اور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنا تھا اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی بے آب وگیاہ غیر آباد سنسان جگہ پر بیوی بچہ کو آباد کر دیا، جب بچہ کچھ بڑا ہو گیا تو اس کی قربانی خواب میں طلب کی گئی، فرماں بردار باپ بیٹے اللہ تعالیٰ کے حکم پر سر بسجدہ ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے جگر گوشے حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری چلا دی قربانی قبول کی گئی اور کیا دیکھتے ہیں کہ بیٹے کی جگہ ایک دنبہ ذبح ہو چکا ہے ندائے خداوندی آئی کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا یہ بدلہ ہمارا انعام ہے ہم ایسے ہی نکوکاروں کو نوازتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ کی اس عظیم قربانی کی یادگار جانور کو اس کے پیدا کرنے والے کے نام پر قربان کیا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ قربانی کیا ہے آپؐ نے فرمایا تھا تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سنت پر ہمیشہ عمل کرتے اور صحابہ کرام اور بزرگانِ دین قربانیاں

کرتے رہے آج بھی نیک بندے قربانی کرکے اس سنت کو زندہ کئے ہوئے ہیں۔

بزرگو اور بھائیو! حضرت ابراہیمؑ نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کردیا تھا اپنی جان اپنا وطن اپنی قوم کا تعلق اپنا مال اپنی اولاد وغیرہ سبھی کچھ راہ خدا میں پیش کردیا اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل (پکے دوست) کا خطاب دیا۔ تمام امتوں کا رہنما بنایا ان کی نسل میں سلسلۂ نبوت و رسالت جاری فرماکر خاتم النبیین حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ہم کو چاہیے کہ ان قربانیوں اور ان کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات کو یاد کریں اور اپنے اندر ایثار و قربانی اور دین کے لئے تن من دھن لٹا دینے کا جذبہ پیدا کریں اللہ تعالےٰ ہمیں بھی توفیق بخشے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

نکاح

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

امابعد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔

حاضرین مجلس! عام طور پر لوگ رسم پوری کرنے اور شکوہ و گلہ مٹانے کے لئے نکاح کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے، مجلس نکاح مجلس عبادت ہے اس میں عبادت سمجھ کر ثواب کے لئے شریک ہونا چاہئے اور جیسے دوسری تمام عبادتیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اور سکھائے ہوئے طریق پر ادا کرتے ہیں ایسے ہی نکاح بھی شریعت کے مقرر کئے ہوئے طریقے پر کرنا چاہئے اور دادی، نانی وغیرہ سے دنیا بھر کی فضول رسمیں پوچھ کر ان پر عمل کرنے کے بجائے عالمین شریعت سے مسائل دریافت کر کے ان کے مطابق نکاح بھی منعقد کرنا چاہئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے،" آپؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھر گرہستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بیوی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اس کو نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت والی یعنی خوش اخلاق اور زیادہ بچہ پیدا کرنے والی ہو کیونکہ میں تمہاری زیادتی پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محتاج ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو پھر بھی وہ محتاج ہے فرمایا ہاں اگرچہ وہ بہت مال والا ہو پھر فرمایا محتاج ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو آپؐ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ بہت مالدار ہو ان ارشادات نبویؐ سے معلوم ہو گیا کہ نکاح سنت ہے، بہت تاکیدی حکم ہے اس کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔

اگر ہم عقلی اور فطری اعتبار سے غور کریں پھر بھی نکاح کی اہمیت صاف ظاہر ہوتی ہے، اسلام چونکہ فطرت کا دین ہے اس میں جذبات انسانی مٹانے کا حکم نہیں دیا گیا، رہبانیت وترک دنیا کا چلن نہیں بڑھایا گیا بلکہ جذبات پر پابندی لگادی گئی حدیں مقرر کردی گئیں۔ خواہش نفس پورا کرنے کے لئے جائز راستے نکال کر دکھائے گئے، بتایا گیا کہ حضرت آدم کو جنت جیسی عیش کی جگہ میں سکون دینے کے لئے بیوی کی ضرورت تھی اس لئے حضرت حوّا کو پیدا کیا گیا ان کا نکاح جنت میں کردیا ان کی نسل بڑھانے کے لئے نکاح کا رواج مقرر کیا گیا تمام پیغمبروں کی سنت نکاح ہے نکاح دنیا کے تمدن وتہذیب اس کی آبادی وشادی برقرار رکھنے اور فساد وحق تلفی دور کرنے کا ذریعہ ہے اسی لئے ہر مذہب ہر قوم ہر ملک میں شادی بیاہ کا رواج ہے، اسلام نے شادی بیاہ کے لئے فضول لایعنی رسموں کو ختم کر کے انتہائی سادہ طریقہ پر نکاح متعین کیا نکاح ایک خاندان کو دوسرے خاندان سے ملانے کا ذریعہ ہے اسے کرنے کے لئے اخلاق وکردار کو معیار مقرر کرنے پر زور دیا مال کے لالچ میں نکاح کرنے کو معیوب بتلادیا، کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج اسلام کے نام لیوا اسلام کے مقرر کئے ہوئے سادہ اور دین کو ترجیح دینے والے نکاح منعقد کرنے کے بجائے خاندانی رسوم پر چل کر دنیا وآخرت کا نقصان اٹھا رہے ہیں مال کا حصول وجذبہ رشتہ وناطہ ڈھونڈنے طے کرنے میں بھی کارفرما رہتا ہے، ہم سب کو

اللہ ورسولؐ کی ناراضی سے بچنا چاہئے اور اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے ہوئے دین کو ہر معاملہ میں ترجیح دینا چاہئے۔ حضرت عمر فاروقؓ امیر المؤمنین تھے اپنے لڑکے کیلئے ایک غریب لڑکی کو اس کی دیانت وصداقت کی وجہ سے پسند کرلیا تھا، اس قسم کے واقعات سے اسلامی تاریخ لبریز ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو سنت کے مطابق خوشیاں منانے کی توفیق عطا کردے۔ میں اسی دعا پر اور تمام حاضرین کو مبارکباد دیتے پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

وَمَا علینا الا البلاغ

تعلیم وتبلیغ دین

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

اما بعد قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ٥

حضرات! اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمادیا اور دین کی اشاعت وتبلیغ دین علوم کی حفاظت و ترویج، شریعت کی پاسبانی اور گلزار اسلام کی باغبانی امت مسلمہ کے سپرد فرمائی اور اصول دین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حفاظت و بقا کا وعدہ فرمالیا، اللہ کے دین پر خود عمل کرنے اور دنیا والوں تک دین کا پیغام پہنچانے کی بڑی ذمہ داری ہے۔ جو امت پر ڈالدی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بہترین امت ہو تم کو لوگوں کیلئے اٹھایا گیا ہے تاکہ بھلائیوں کا حکم دو اور برائیوں سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان رکھو۔

برادران اسلام! یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ دین کی اشاعت وتبلیغ اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہم دین کا علم رکھتے ہوں اچھائیوں اور برائیوں کو جانتے ہوں، حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں جہالت وناواقفی کی بیماری میں جو لوگ بھی مبتلا ہیں وہ دین

کی اشاعت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے، ہی نہیں سکتے جب تک جہالت کی تاریکی سے نکل کر علم کی روشنی میں نہ آجائیں، اسی لئے قرآن و حدیث میں علم واہل علم اور تحصیل و طلب علم کی ترغیب وفضیلت اور اہمیت و افضلیت کو بہت واضح اور صاف بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ ۔	اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو اونچا کرتا ہے اور علم والوں کے درجے بلند کرتا ہے ۔

درجات کی بلندی عطا کرنے میں اہل علم کو ممتاز طور پر الگ سے ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔	کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں ۔

جیسے نور وظلمت اور سردی وگرمی اور مردہ زندہ میں فرق ہے ایسے ہی علم والوں اور جاہلوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ	بس اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے علماء

اللہ تعالیٰ کا کامل خوف اور مکمل خشیت صرف اصحاب علم و معرفت کو حاصل ہوتا ہے، جہاد جیسی بڑی عبادت میں شرکت سے طلباء علم دین کو منع کر دیا گیا، سب سے زائد علم ومعرفت کی دولت رکھنے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا اور کہو کہ اے رب میرے اندر علم زیادہ کر علم کی طلب وخواہش کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضرت ابوذر رضؓ سے فرمایا کہ اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لئے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم کا سیکھ لو

خواہ اس پر عمل ہو نہ ہو یہ تمہارے لئے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طلباء علم دین کے راستے میں فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور جو علم حاصل کرنے نکلتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے "۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اسلام زندہ رہنے کے لئے علم طلب کرتا ہے اس کی اسی حالت میں موت آجائے تو وہ شہادت کا درجہ پاجاتا ہے، علم و علماء کی فضیلت کی روایتیں بکثرت موجود ہیں، ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم سیکھنا رات بھر جاگ کر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں سب سے بہتر اس شخص کو فرمایا گیا ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

افسوس یہ ہے کہ آج دینی تعلیم و تبلیغ کا جو حقیقی جذبہ چاہئے اور اس راستہ میں جس اخلاق و عمل کی ضرورت ہے وہ ختم ہوتا جارہا ہے، مدارس قائم ہیں اور تبلیغی سلسلے بھی چل رہے ہیں مگر امت مسلمہ کے عوام و خواص کے قلوب علم دین کی عظمت اور تبلیغ دین کی اہمیت سے خالی ہوتے جارہے ہیں ایک وہ دور تھا کہ قرآن مجید پڑھنے والے اس کی تلاوت کے عادی ہوتے تھے، آج تلاوت قرآن سے مسلمانوں کے گھر محروم ہیں قرآن خواں موجود ہیں اور وہ تلاوت کی لذت سے ناآشنا ہیں۔ آج ذکر الٰہی کر کے قلوب کو صاف کرنے کا جذبہ سرد ہوچکا ہے اسی لئے قساوت قلبی اور حسد و بغض کے امراض تباہ کر رہے ہیں۔ آج علماء و طلباء و عام اہل اسلام اکرام علماء کرام مسلم کی اہمیت سے غافل ہوتے جارہے ہیں۔ اگر تعلیم و تبلیغ صحیح طور پر کچھ جاری بھی ہے تو اس کو ہٹانے کی ابلیسی کوشش اس سے کئی گنا زائد ہوتی جارہی ہے امت مسلمہ اپنے فریضہ کو کیسے ادا کرے جبکہ فرائض و واجبات و سنن کی جگہ محدثات و بدعات کو دی جارہی ہے، تلاوت و ذکر سے لذت حاصل کرنے کے بجائے گانے بجانے سے لطف لیا جارہا ہے، کچھ لوگ تو دین کے نام پر شرکیہ نغمات کو باجے کے ساتھ سنتے ہیں اسے روحانی ترقی سمجھنے لگے ہیں، صورت و سیرت میں غیر قوموں کی نقالی کو فخر سمجھا جارہا ہے

شعائر اسلام اور امتیازات اسلامی سے محرومی نئی نسل میں عام ہوتی جارہی ہے فکر آخرت کے بجائے حرص دنیا غالب ہے صحابہ کرام اور بزرگان دین کے کارناموں پر حیرت ظاہر کرکے ان پر تنقید کے نام سے طعن وتشنیع کرکے اپنی عاقبت خراب کی جارہی ہے یہ سب کچھ خرابیاں ہوتے ہوئے بھی ہم مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں ہمارے ہاتھوں میں دامن مصطفےٰ ہے، ہم فدایان نبوت ہیں خدا کرے ہم ایسے ہی بن جائیں۔ اور منکرات کو مٹانے والے اور معروفات کے پھیلانے والے ہوجائیں۔

شاعر نے افسوس ظاہر کیا تھا ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

احساس زیاں پیدا ہوجائے تو اصلاح کی فکر خود بخود پیدا ہوجائے گی امام مالکؒ نے فرمایا تھا اس امت کے آخر کی اصلاح اسی سے ہوگی جس سے اس امت کے اول کی اصلاح ہوئی تھی دوسری قومیں آگے بڑھنے میں ترقی سمجھتی ہیں اور مسلمانوں کی ترقی چودہ سو برس پیچھے ہٹ جانے میں ہے۔

اللھم وفقنا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

(مولانا امام علی صاحب کی جدید اضافہ شدہ تقاریر)

اچھے اور برے فقیر

(شاہ شہید دہلوی کی ایک تقریر کا انتخاب)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

اما بعد - قال اللہ تعالیٰ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

برادرانِ اسلام! میں آپ کو ایسی باتیں سناؤں گا جن سے آپ حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اپنی موجودہ حالت میں موازنہ کرسکیں گے۔ موجودہ زمانہ میں عام طور سے لوگوں کی زبانوں پر ہے کہ فلاں شخص فقیر ہے اور فلاں صاحب کرامت ہے۔ ایک حضرات صوفیہ کا گروہ ہے جو دریائے فقر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور ہزاروں ان کے مرید بھی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کی فقیرانہ معاشرت پر حملہ کروں یا اس پر اپنی کچھ رائے دوں۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ فقیر کی اصلی حالت بیان کروں کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس شخص کو فقیر قرار دیا ہے اور کون کون صفتیں ہیں جو ایک فقیر میں ہونی ضروری ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اصلی اور بناوٹی فقیر کی شناخت آسان ہو جائے اور اللہ والے فقیروں کے پہچاننے میں کوئی غلطی نہ کیجائے۔

حضرات! فقیر جس کو ہم دوسرے لفظ میں محتاج کہہ سکتے ہیں۔ اپنے ساتھ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے شریعت نے اس شخص کو فقیر تسلیم کیا ہے جو سوائے خدا کے سب سے بے نیاز ہو اور جو دوسروں کا محتاج ہو وہ ہرگز فقیر کے لقب سے پکارے جانے کا مستحق نہیں ہے۔

بھائیو! یاد رکھو ایسی فقیری سے جو دوسروں کا محتاج بنا دے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پناہ مانگی ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ یعنی میں مفلسی سے اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں ایک دوسری حدیث اور بھی گرم الفاظ میں آتی ہے کہ "کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا قریب ہے کہ فقیری کفر ہو جائے"، ایسا فقر اور ایسی مفلسی خطرناک ہے جس میں اضطراب پایا جاتا ہو، قلب کا سکون رخصت ہو جاتا ہو فکریں دل ودماغ پر مسلط ہو جاتی ہوں۔ بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں ایسا شخص جو دولت مند ہو لاکھوں روپیوں کی جائیداد رکھتا ہو۔ اور اس کی ہوس نا کی اسے چین نہ لینے دیتی ہو، سخت پریشان ہو وہ سو فقیروں کا ایک فقیر ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اسی قسم کے لوگوں پر یہ مصرع چسپاں کیا ہے۔ ؎ آنانکہ غنی تراند محتاج تراند۔ یعنی جو زیادہ مالدار ہیں وہ زیادہ حاجت مند ہیں۔ لیکن ایک مقدس فقر ہے جس کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ۔ یعنی اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکین ہونے کی حالت میں موت دے اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر فرما۔ یہ وہ فقر و مسکنت ہے جس میں صرف خدا تعالےٰ کے سامنے ذلت واحتیاج کا اقرار کیا جاتا ہے۔ صرف ایک خالق ومالک اور رزاق ومعبود کے دربار میں سرنیاز جھکایا جاتا ہے۔ دست سوال دراز کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک فقر وہ ہے جس میں اضطراب ہو ہرجائی پن ہو۔ اس سے حدیث میں پناہ طلب کی گئی ہے۔ اور ایک فقر وہ ہے جس میں قناعت ہو توکل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے

عاجزی و نیاز مندی کا اقرار ہو دنیا سے بے نیازی ہو ایسے فقر کو حدیث میں طلب کیا گیا ہے دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دونوں کا مفہوم اپنی اپنی جگہ برحق ہے سچا ہے۔

برادران اسلام! آپ نے بغور سنا کہ شریعت نے کس فقر کو جائز اور کس فقر کو ناجائز قرار دیا ہے۔ مگر موجودہ زمانے میں افسوس ہے کہ صرف رنگین کپڑے اور گلے میں پانچسو دانوں کی تسبیح ڈالنے کا نام فقیری قرار دے لیا ہے۔ چاہے اس کے اعمال اور افعال کچھ بھی کیوں نہ ہوں چاہے خدا اور رسول ؐ کے فرمان کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔ جہاں عوام الناس نے اس رنگ و روغن کا کوئی شخص دیکھا اسے ولی سمجھ لیا۔ اور مبالغہ آمیز خیالات اس کی طرف منسوب کرنے لگے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے۔ اس سے طلب مغفرت کی آرزو کی جانے لگی۔ کہیں اسے پہونچا ہوا مانا جاتا ہے کہیں اس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجی تسلیم کی جاتی ہے اور خبر نہیں اس کی نسبت کیا کیا خوش اعتقادیاں رکھی جاتی ہیں۔

ایسے ہی مصنوعی فقیروں کو معاذ اللہ مشکل کشا تسلیم کیا جاتا ہے دینی و دنیوی فلاح و بہبودی کا دارومدار ان پر رکھا جاتا ہے۔ اب یہ جاننا بہت مشکل لگتا ہے کہ اس قسم کے بنے ہوئے فقیر بھی اپنے کو معتقدوں سے ایسا ہی منوانا چاہتے ہیں اور جو صفات خدا و رسول کے ساتھ خاص ہیں ان کو اپنے اندر سمجھتے ہیں۔ یا یہ معاملہ ہے کہ۔ ع پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند، پیر نہیں اڑتے ہیں بلکہ مرید لوگ ان کو اڑاتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم نہیں کرنا چاہتا کیونکہ دل کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ البتہ ایسے فقیروں کی ظاہری معاشرت یہ خیال قائم کرنے کا بڑا قرینہ ہے کہ انہوں نے جو جو باتوں کے بتنگڑ بنا دیئے ہیں اور جس طرح وہ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو ولی بلکہ کچھ اس سے زیادہ ہی منوانا چاہتے ہیں وہ کسی مقبرہ میں یا کسی پیر شہید کی

قبر پر گیرو اکپڑے پہن پہن کر بیٹھے رہتے ہیں۔ بظاہر لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کھاتے اور شب و روز روزہ سے گزارتے ہیں۔ مگر ان کی توانائی اور چاق و چست رہنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ان کے یہ کرتب محض جاہلوں کو دھوکہ دینے اور فریب میں پھنسانے کے لئے ہوتے ہیں۔ شعار اسلام سے ان کی یہ باتیں بہت دور ہیں ایسوں سے جہاں تک ہوسکے اپنا دین اور ایمان بچانا چاہیئے۔

شعر
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوئے

ان کی صحبت بظاہر خوش کن معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا زہر بلا اثر نہ صرف مالوں کو زہر آلود بناتا ہے بلکہ دین کو بھی سخت مضرت پہونچاتا ہے۔ ہم سب کو یقین ہے کہ قرآن و حدیث وہ دو مقدس مجموعے ہیں جن پر ایمان و اسلام کی بنیاد ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ میں اپنی طرف سے ایک لفظ بھی کہوں تو الٹا میرے منہ پر مار دیجئے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر رہا ہوں۔

سنیئے خدا تعالیٰ کس فقیر کی شان میں ارشاد فرماتا ہے۔ اور کس فقیر کی فضیلت ظاہر کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	یعنی۔ وہ مہاجر فقیر جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی۔

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اصلی فقیر وہ ہے جس نے اپنا تن من دھن سب خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ خدا کی رضامندی کی تلاش میں گھروں سے بے گھر ہونا اور وہ مال لٹا دینا جسے زندگی کا قیمتی حصہ خرچ کر کے حاصل کیا ہے۔ یہ شانِ فقیری ہے۔

اور حقیقت میں ایسا ہی شخص فقیر ہے، ایسے ہی شخص کو اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی حاصل ہے اس کے برخلاف آج کل ہم ایسے فقیروں کو دیکھتے ہیں جو فقیری کے پردہ میں بیچارے غریبوں کا مال غصب کرتے ہیں یتیموں کے حلقوں سے نوالہ نکال لیتے ہیں اور اپنی تن پرستی کی دھن میں انہیں کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا کہ کہاں جارہے ہیں اور کونسی راہ اختیار کی ہے۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کیا کبھی بھی انہوں نے دین خدا کی مدد کی یتیموں پر کبھی ان کو ترس آیا۔ کبھی ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ محنت ومشقت سے کچھ کمائیں اور جو مساکین لولے اور لنگڑے ہیں ان کا پیٹ بھریں۔ یا اپنے متعلقین کو جن کا ان پر حق ہے خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ خوب سمجھ لیجئے اپنے معصوم بچوں کے حقوق کا لحاظ نہ کرنے اور مالدار مصنوعی فقیروں کو دینے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سامنے جواب دینا پڑے گا۔ قرآن مجید میں ایسے مسکینوں اور فقیروں کو صدقہ وخیرات دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو دین کے خادم ہیں دین کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے بے دست دپا ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ

صدقات ایسے فقیروں کے لئے ہیں جو اللہ کے راستے میں روک دیے گئے ہیں اور زمین میں چل پھر نہیں سکتے۔

اس آیت سے مراد ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی رضامندی میں اپنا گھر بار لٹا کر دین کی خدمت کے لئے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور دشمنان دین کی وجہ سے ملک بملک کمانے کے لئے نہیں جا سکتے ہیں۔ ان کا معاون اللہ ہے مسلمانوں پر ایسے لوگوں کی خبرگیری لازم ہے۔

اس کے مقابل جو لوگ چل پھر کر کما سکتے ہیں اور محنت ومشقت سے روزی حاصل کر سکتے ہیں وہ امداد کے مستحق نہیں ہیں۔

بھائیو! فقیر کی یہ شان ہے کہ وہ اپنا خون پسینہ ایک کرکے کچھ پیدا کرے اس میں سے محتاجوں کو بھی دے اپنا بھی پیٹ بھرے۔ فقیر کی یہ شان نہیں ہے کہ غریبوں بیکسوں رانڈوں یتیموں کا مال ہڑپ کر جائے اور خبر تہ ہو۔ آج ایسے فقیر بہت کم ہیں جو محنت کر کے چند پیسے کمائیں آدھے خود کھائیں اور آدھے سے یتیموں اور مسکینوں کا پیٹ بھریں۔

ایسے موٹے تازے بناوٹی فقیروں کو دینا جو خود کما سکتے ہیں قوم کے حق میں سخت مضر ہے۔ یہ نسلوں کی بربادی ہے جب لوگ ایسوں کو دیکھتے ہیں جنھیں بے محنت و مشقت ملا چلا جاتا ہے وہ بھی ان کی دیکھا دیکھی یہی ڈھنگ بنا لیتے ہیں اور تمام عمر جاہلوں کو ٹھگتے پھرتے ہیں نئے نئے شعبدے سیکھتے ہیں اور جاہلوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق میں کسے افضل قرار دیا ہے۔

لیجئے میں۔ آپ کو بتلاتا ہوں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا لوگوں میں بہتر کون ہے عرض کیا گیا جو مالدار ہو۔ اور اللہ کا حق اپنے مال اور نفس میں ادا کرتا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: شخص اچھا ہے مگر میں نے جسے پوچھا ہے یہ وہ نہیں ہے۔ پھر اصحابؓ نے عرض کیا خدا اور رسولؐ اسے بہتر جانتے ہیں کہ کون شخص افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ فَقِیْرٌ یُعْطِیْ جُهْدَهٗ ” جو فقیر اپنی کمائی میں سے دے “

اس سے معلوم ہوا کہ افضل وہ شخص ہے جو فقیر ہونے کے باوجود محنت سے کچھ کمائے اور اس میں سے ایک حصہ راہ خدا میں بھی دے۔

اس حدیث پر غور کرنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آج کل جو شخص اپنے کو فقیر ولی اللہ اور نہ جانے کیا کیا کہتا ہے کیا واقعی وہ افضل ہو سکتا ہے۔ اور شریعت ایسے کہاں تک لوگوں پر فضیلت دے سکتی ہے وہ کبھی خدا اور رسولؐ کا پیارا نہیں ہو سکتا

جو خود محنت نہ کرے اور دوسروں کو فریب میں پھنسا کر اپنا پیٹ بھرے اور امیروں کی طرح اپنی زندگی بسر کرے۔

برادرانِ اسلام! اب میں آپ کو فقیری کا دوسرا رنگ دکھانا چاہتا ہوں اور وہ مجذوبیت کا رنگ ہے۔ بعض فقیر قبروں پر مجاور ہیں ہاتھوں میں ڈبل ڈنڈا لے کر کودتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے ہیں جاہل بیچارے یہ دیکھ کر سمجھتے ہیں فقیر صاحب بڑے پہو نچے ہوئے ہیں خبر نہیں انھیں کتنی رسائی حاصل ہے کہ شریعت کی حدوں سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ وہ بیچارے جوان سے بن پڑتا ہے لے لے کے دوڑتے ہیں اور انھیں دیتے ہیں اگر انھوں نے نذرانہ قبول کرلیا تو اپنی نجات سمجھتے ہیں اور نہیں قبول کیا تو ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی آسمانی آفت نہ آجائے۔ جہالت کے سبب ان کی جان الجھن میں پھنسی رہتی ہے۔ ایک تو اپنا پیٹ کاٹ کر دیں دوسرے غضب مول لیں۔ الٰہی تو یہ خدا ان پر رحم کرے مسلمان بھائیوں کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالےٰ اپنی شریعت کے خلاف باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ایسے بناوٹی جذبوں سے راضی نہیں ہوتا یہ زبوں فریب صرف دنیا والوں کو اپنا معتقد بنانے اور ان کا مال بے محنت اڑانے کے لئے ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفَقِیْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِیَالِ ”اللہ تعالےٰ اس صاحب عیال فقیر کو پسند کرتا ہے جو سوال نہ کرے“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ ارشاد ہو اور آپ اس بے ادب گستاخ فقیر کو پہونچا ہوا اور مجذوب تسلیم کریں جو خدا اور رسول کے حکموں کو توڑتا ہے شریعت کا مذاق اڑاتا ہے۔ جن فقیروں کی نسبت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ امیروں سے پانچسو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ یہ بے ادب خلافِ شرع فقیر نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد ایسے جانفشاں اور محنت ومشقت اٹھانے والے فقیر ہیں

جو اپنی کمائی میں سے خود بھی کھاتے ہیں اور دوسرے حاجت مندوں کی بھی حاجت پوری کرتے ہیں راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں حدیث پاک یہ ہے۔ یَدْخُلُ فُقَرَاءُ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَائِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ۔ یعنی میری امت کے فقیر دولتمندوں سے پانچسو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ بہت بڑی خوشخبری ہے جو سچے فقیروں کے لئے ہے، مصنوعی فقیروں کے لئے نہیں ہے۔

دنیا کی وہ دولت جو خدا سے غافل کر دے قابل نفرت ہے۔ مگر افسوس آجکل جو بڑے بڑے ولی اور فقیر مشہور ہیں ان کے گھر نہایت قیمتی سامانوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ وہ ان میں اپنی زندگی عیش و عشرت سے بسر کرتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ پڑوسی تو فاقہ کشی کرتا ہے اور وہ اپنے معتقدوں کے صدقہ میں مرغن غذائیں اڑاتے ہیں ہر وقت دیگیں ان کے مکان میں کھنکتی رہتی ہیں۔ اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیروں عطر اپنی پوشاک میں لگاتے ہیں۔ اور مشہور یہ کرتے ہیں کہ ہم ان عطریات کا استعمال اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کو خوشبو بہت پیاری تھی یہ صحیح ہے اس کے ساتھ دوسرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی تو ہیں جن میں پڑوسی کے حقوق اور مسکینوں، یتیموں کی خبرگیری اور حاجت برآری کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کو کیوں نہیں یاد رکھتے ہیں، جو حکم نفس کو اچھا معلوم ہوا سے تسلیم کرنا اور جو حکم نفس کے خلاف ہو اس سے منہ موڑنا بھی ایک قسم کا فریب ہے اس سے ہوشیار رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ	تم اپنے کو ان کے ساتھ جو دعا کرتے
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ	ہیں اپنے رب سے صبح وشام طلب گار ہیں اس
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ	کی رضامندی کے اور ان کو چھوڑ کر دنیاوی زندگی
عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ	کی رونق کے لئے آپکی آنکھیں نہ اٹھیں اور ہماری
الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ	یاد سے جس کا دل غافل ہے اس کا کہنا نہ مانے

عَنْ ذِکْرِنَا،

اس آیت سے معلوم ہوا جو فقیر خدا کی یاد میں لگے ہیں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے فکرمند ہیں وہ اس لائق ہیں کہ ان کے پاس بیٹھا جائے اور جو خدا کی یاد سے غافل ہیں دنیادی زندگی کے عیش نے جن کو آخرت کی فکر سے محروم کر دیا ہے ان منافقوں کی صحبت زہر قاتل ہے۔ ان سے دور رہنا چاہئے۔ دنیا کا مال ومتاع صرف اسی لئے ہے کہ اس سے ہمارا تن ڈھکے اور پیٹ بھر جائے اور ساتھ ہی ہم حقدار محتاجوں کا پیٹ بھر سکیں۔ اگر کروڑوں کی دولت بھی پاس ہے تو ایک دیندار اس میں سے اسی قدر خرچ کرے گا جتنا شریعت محمدیؐ نے خرچ کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور اگر محدود آمدنی ہے پھر بھی اتنا ہی خرچ کرسکتا ہے جتنا شریعت کے مطابق ہے پھر کیوں قیمتی زندگی دغا اور فریب سے روپیہ جمع کرنے پر خرچ کرکے عارضی زندگی کے لئے آخرت کے ہمیشہ رہنے والے عذاب کو خریدا جائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ طُوْبیٰ لِمَنْ ھُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَکَانَ عَیْشُہٗ کِفَافًا وَقَنَعَ بِہٖ مبارکبادی ہے اس کے لئے جس کو ہدایت دی گئی اسلام کی طرف اور اس کی معیشت گزران بھر ہے اور وہ اسی پر قانع ہے۔ فقیروں کو مخاطب کرکے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ اَعْطُوا اللّٰہَ الرِّضَا مِنْ قُلُوْبِکُمْ تَظْفِرُوْا بِثَوَابِ فَقْرِکُمْ وَاِلَّا فَلَا۔	اے فقیروں کے گروہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دلوں سے رضامند کرو تمہیں تمہارے فقر کا ثواب ملے گا۔ ورنہ نہیں ملے گا۔

خدا کی رضامندی صبر وقناعت، توکل ودعا، ذکر اللہ اور فکر آخرت سے اور مخلوق کی خدمت اور مسکینوں یتیموں، ضعیفوں کی خبرگیری سے حاصل ہوتی ہے خدا کے خوف وتقویٰ اور اچھے اخلاق سے ولایت اور فقیری حاصل ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

او کَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔

خبردار بے شک اولیاء اللہ پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے جو کہ ایمان لائے اور پرہیز گار ہیں۔ ایمان و تقویٰ کے بغیر اخلاق حمیدہ بندے میں پیدا نہیں ہوسکتے اور ولایت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ایمان اور تقویٰ والی زندگی نہ اختیار کیجائے

حضرات! کیا خدا کی رضا جوئی اس میں ہے کہ ہم اپنے کو ولی کے نام سے مشہور کریں اور آخرت میں نجات دلانے کا ٹھیکہ لیں لوگوں کے مالوں کو ناحق ہڑپ کر جائیں اور شعبدے دکھا کر ان کو دام فریب میں گرفتار کریں اس طریقہ کا نام ولایت ہرگز نہیں ہے بزرگوں کی قبروں پر جا کر خود کبھی حاجتیں طلب کرنا اور دوسروں کو کبھی گمراہ کرنا فقیری نہیں ہے لمبی لمبی زلفوں اور گیروے کپڑے میں درویشی نہیں چھپی ہے۔ خوبرد مردوں کے گالوں پر تھر کنے اور جھومنے کا نام ولایت نہیں ہے۔ ولایت بزرگی، فقیری اور درویشی اور اللہ کے حکموں پر چلنے اور تقویٰ والی زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو لوگ دنیا کمانے کے لئے بزرگوں کی صورت بناتے ہیں اور بزرگوں کے طریقہ پر نہیں چلتے ہیں خوب سمجھ لیجئے ایسے لوگ بھولے بھالے مسلمانوں کے حق میں کالے ناگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ اور ان کو حق پرست خداوند تعالیٰ کے ذکر میں مشغول متقی دیندار بندوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے اور اپنی معرفت کا فیض عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ماخوذ از حیات طیبہ تلخیص تقریر حضرت مولانا

شہید دہلوی رح)

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

عُلماءِ کرام کا منصب اور ذمہ داری

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ الخ۔

برادرانِ اسلام! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اہل ایمان اور اہل علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ ان کے درجہ بلند کرے گا جو تم میں ایمان اور علم رکھتے ہیں" حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے قرب کا بلند مقام علم سے حاصل ہوتا ہے، قرآن و حدیث میں علم، اہل علم علماء اور طلباء کی فضیلت اور بزرگی و برتری بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے استفہام کے انداز میں فرمایا! هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الآیۃ - کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں؟ اللہ کا خوف اس کا چشمہ درحقیقت علماء ہی میں ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے - اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا الآیۃ۔ بس اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں آیات خداوندی کا فیض اہل علم کو حاصل ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الآیۃ" بلکہ یہ قرآن علم والوں کے سینوں میں کھلی ہوئی نشانیاں بن کر جلوہ گر ہے اللہ کے کلام کو پورے طور پر علما ہی سمجھتے ہیں۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ - اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور ان کو بس عالم ہی سمجھتے ہیں۔ آخری یہ چند آیات علما کی شان و منزلت کی بلندی کا

کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں۔ اللہ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے علماء کی شان میں فرمایا ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اعلیٰ درجہ کی وراثت علماء کو عطا ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے" قیامت میں تین قسم کے لوگوں کی شفاعت قبول ہوگی۔ انبیاء کی پھر علماء کی، پھر شہیدوں کی ایک اور حدیث میں آیا ہے" کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی سب ستاروں پر" ایک روایت میں ہے" عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی میرے اصحاب میں سے ادنیٰ پر" ایک جگہ روایت میں آیا ہے کہ ایک قبیلہ کا مرجانا ایک عالم کی موت کی نسبت آسان ہے" حدیث شریف میں یہ خوشخبری بھی سنائی گئی کہ" عالم کے واسطے زمین و آسمان میں جو چیز ہے وہ مغفرت طلب کرتی ہے" قرآن و حدیث میں طلب علم کی ترغیب اور علماء کی فضیلت کو کثرت سے بیان کرنے کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ ہر دور میں تعلیم پر فخر کیا ہے، یونانیوں کے وہ علوم و فنون جو پادریوں کی خودغرضی کی وجہ سے نیست و نابود ہو رہے تھے عرب کے مسلمانوں نے ان کو نئی زندگی عطا کی، علم کی دولت تقسیم کرتے میں مسلمانوں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ اسلامی تاریخ ایسے بہت سے علماء و فقہاء پر ناز کرتی ہے جو دنیاوی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے مگر علم نے ان کو امت مسلمہ کی آنکھوں کا تارا بنا دیا علماء کرام ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت مسلمہ کے رہبر ہیں اور دینی علوم کی اشاعت و ترقی پر مسلمانوں کی دنیوی اور اخروی فلاح منحصر ہے۔

حضرات! احادیث طیبہ میں علم اور علماء کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ عالم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کریں گے تو خدا کے عطا کئے ہوئے مقام و منصب سے گرا دیئے جائیں گے۔ خالی علم کوئی وقعت نہیں رکھتا جب تک علم کے ساتھ ایمان اور تقویٰ نہ ہو۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ہے "کہ میری امت میں دو قسمیں ایسی ہیں کہ اگر وہ درست ہوں تو سب درست ہوں۔ اور اگر وہ بگڑ جائیں تو سب لوگ بگڑ جائیں۔ ایک امراء یعنی حاکم اور دوسرے فقہار یعنی عالم" ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ "مخلوق میں سب سے بہتر اچھے علمار ہیں اور مخلوق میں سب سے بدتر برے علمار ہیں" اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم زمین پر خدا تعالےٰ کا امانت دار ہے۔ اور جس نے خدا کا امانت دار بن کر اس میں خیانت کی اس کے برابر کوئی نالائق نہیں ہو سکتا۔ ایسا عالم اور ایسا فاضل جس کی وجہ سے نسق کو ترقی ہو جو دین کی حفاظت کرنے کے بجائے اسے غارت کرنے لگے، سنتوں کو زندہ کرنے کے بجائے بدعتیں نکالنے لگے خدا پرستی کے بجائے نفس پرستی میں مشغول ہو جائے، خدا سے ڈرنے کے بجائے مخلوق سے ڈرنے لگے۔ فکر آخرت کے بجائے دنیاوی مال ومتاع کی محبت میں غرق ہو جائے تواضع وانکساری کے بجائے فخر وتکبر عجب وپندار نفس میں مبتلا ہو جائے ایسا عالم وفاضل مخلوق میں سب سے بدتر ہے۔ عالم وہی ہے جس میں خاکساری ہو۔ نیاز مندی ہو۔ اچھے اخلاق ہوں عمدہ صفات ہوں، جس کا کردار اعلیٰ ہو جو صداقت ودیانت کا پیکر ہو، عفو ودرگزر کا مجسمہ ہو۔ حق گو ہو حق پرست ہو ذکر اللہ اور فکر آخرت جس کے دل ودماغ پر مسلط ہو۔ جو خالق ومخلوق کے حقوق ادا کرتا ہو اسلام کے خلاف اٹھنے والے داخلی اور خارجی فتنوں کے مقابلہ پر سینہ سپر رہتا ہو۔ سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعات کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرتا ہو۔ شاہراہ مصطفےٰؐ پر گامزن ہو۔ اور رضار خداوندی جس کی منزل ہو ایسے ہی عالم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور فرشتوں کی دعائیں حاصل ہوتی ہیں تمام مخلوق اس کے لئے مغفرت کرتی ہے۔ ایسا عالم رہبر بنانے کے لائق ہے اور جو عالم ایسا نہ ہو وہ رہنمائی نہیں کر سکتا۔

شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

عالم کہ نفس رانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو عالم نفس پرستی اور تن پروری میں مشغول رہتا ہے وہ خود گمراہ ہے دوسروں کو کیا راستہ دکھائے گا۔

ہم تمام کو چاہیے کہ حق پرست علماء کی تقلید کریں اور ان کو پہچانیں ان کی قدر کریں۔ اور اپنے کو عالم کہہ کر گمراہ کرنے والوں سے ہوشیار رہیں۔
اللہ تعالیٰ توفیق دے

وما علینا الا البلاغ۔

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461

توبہ واستغفار

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ٥ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔

بزرگان دین وبرادران اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اس نے بندوں پر رحم فرماتے ہوئے ان کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے پیغمبروں کو مبعوث کیا۔ نافرمانوں اور سرکشوں گنہگاروں اور سیہ کاروں یہانتک کہ کافروں اور مشرکوں تک کو نجات ومغفرت حاصل کرنے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ قربان جایئے خالق ومالک کی اس رحمت بے پایاں پر کہ اس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم فرماکر ان کو رحمۃ للعالمین بنایا اور ان کے ذریعہ مخلوق کو بخشش حاصل کرنے کا انتہائی آسان طریقہ اور سہل راستہ تعلیم فرمایا میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اور جو حدیث پاک پیش کی ہے وہ رحمۃ العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھری تعلیم کا ایک بیش قیمت حصہ ہے اس آیت کے بارے میں رئیس المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو ودرگزر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے

مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، فاسق، فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جائے اور آس توڑ کر بیٹھ جائے اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ جس کے چاہے سب گناہ معاف کرسکتا ہے کوئی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ پھر بندہ نا امید کیوں ہو ہاں یہ ضرور ہے اس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کر دی گئی ہے کہ کفر و شرک کا جرم بدون توبہ معاف نہیں ہو سکتا۔

مترجم ربانی حضرت مولانا شاہ عبد القادر دہلوی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ جو کفار دشمنی میں لگ رہے تھے سمجھے لاریب اس طرف اللہ ہے یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچھتائے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائیاں لڑے اور کتنے خدا اور رسول کے خون کئے تب اللہ نے فرمایا ایسا گناہ کوئی نہیں جس کو اللہ نہ قبول کرے نا امید مت ہو توبہ کرو رجوع ہو، بخشے جاؤ گے۔ [illegible] عذاب آیا موت نظر آنے لگی نہ اس وقت کی توبہ قبول ہے نہ اس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عام بخشش کا اعلان سنکر وحشی جیسے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے قاتل کو ایمان لانے کی توفیق عطا ہوئی اور وہ اسلام کے سچے جانثار بن کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ ہو گئے۔

حضرات! آیت کا ترجمہ سن کر اندازہ لگائیے کہ کتنی شفقت اور کتنے لطف سے ارحم الراحمین رب العالمین نافرمانوں کو استغفار کی دعوت دیتا ہے ارشاد ہو رہا ہے کہ " اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخشتا ہے۔ وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی فرماں برداری کرو عذاب آنے سے پہلے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کرے گا۔ معلوم ہوا عذاب آنے سے

پہلے پہلے جو گنہگار بھی مغفرت طلب کریں گے سچے دل سے توبہ کریں گے اپنی اصلاح کرلیں گے بغاوت کا راستہ چھوڑ کر سچے فرماں بردار بن جائیں گے ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ میں نے جو حدیث پاک پیش کی ہے اس میں خداوندی عفو و درگزر کو صاف طور سے واضح کر دیا گیا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ یعنی توبہ کر لینے مغفرت طلب کر لینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گناہ گار توبہ کرنے والا فرمانبرداروں میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ توبہ و استغفار کا مطلب بھی مختصر طور پر بیان کر دیا جائے۔

برادران اسلام! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے استغفار مغفرت طلب کرتے یعنی پردہ پوشی چاہنے کو کہتے ہیں اور گناہ کو گناہ سمجھ کر اس سے رجوع ہونے اور آئندہ اس کے چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو کوتاہی ہوئی اس کی تلافی کرنے کو توبہ کہتے ہیں۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ استغفار کرنے والا اپنے کو بے حد گنہگار اور لائق سزا سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ تو اپنی رحمت و مغفرت کے پردہ میں مجھ سیاہ کار کو چھپا لے۔ اسی طرح توبہ کرتا در حقیقت غلط راستہ کو چھوڑ کر صحیح راستہ پر گامزن ہوتا ہے۔ توبہ کرنا ہے کہ اب تک بندوں کے جتنے حقوق ادا کئے ہیں ان کی ادائیگی کرے گا۔ اور اگر نہ کر سکے تو معافی مانگے گا۔ جن فرائض خداوندی کو چھوڑا ہے ان کی قضا کرے گا۔ توبہ کرنے سے وقت پر نماز نہ پڑھنے اور روزہ رکھنے کا گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ مگر نمازوں کی اور روزوں کی قضا لازم ہوگی۔ کسی کی کوئی چیز غصب کی ہے توبہ کرنے سے

۱؎ حواشی ترجمہ شیخ الہند صفحہ ۶۰۳

گناہ بھی معاف ہوسکتا ہے۔ مگر اس چیز کی بڑی سخت ضرورت ہوتی ہے توبہ کرنے والے کو انتہائی شرمندہ ہونا چاہیئے۔ خوف خدا سے تھرانا چاہیئے۔ توبہ یہ نہیں ہے کہ ؎

شام کو مے پی اور صبح کو توبہ کرلی۔
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

بلکہ توبہ یہ ہے کہ اب تک جو کیا سو کیا آئندہ اچھی اور پاک زندگی گزارنے کا پختہ عہد ہو ترک گناہ کا مصمم ارادہ ہو جو شخص بھی ایسی سچی توبہ اور ایسا خالص استغفار کرلے گا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقبول و محبوب بن جائے گا بے شک اللہ کی مغفرت و رحمت عام ہے بشرطیکہ ہم اسے حاصل کرنے کے لائق اپنے کو ثابت کردیں ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

حضرات توبہ واستغفار سے تمام گناہ معاف ہوتے ہوئے ہمارے آپ کے پیدائشی دشمن شیطان سے نہ دیکھا گیا۔ اس نے سوچا کہ بندوں کو ایسے گناہوں میں مبتلا کرنا چاہیئے جن کو وہ ثواب سمجھ کر کریں۔ اور ہمیشہ توبہ سے محروم رہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ شیطان کہتا ہے میں نے لوگوں کو گناہ سے ہلاک کردیا اور جب میں نے دیکھا یہ تو کچھ بھی نہ ہوا تو میں نے ان کو ہوائے نفس یعنی بدعات سے ہلاک کردیا[۱]

شیطان کا چڑھایا ہوا فسق و فجور کا زنگ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت سے دلوں سے صاف ہوجاتا ہے۔ شیطان اپنی کوشش کو رائگاں ہوتے دیکھ کر ہوائے نفس میں مبتلا کردیتا ہے۔ ہوائے نفس کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کو حق

---

[۱] جامع صغیر بحوالہ فضائل ذکر

سمجھنے لگے اور جو دل میں آجائے اسی کو دین بنالے قرآن شریف میں اس طرزِ عمل کی سخت مذمت آئی ہے ارشاد ربانی ہے۔

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۝" اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہو۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

یہ شیطان کا انتہائی خطرناک حملہ ہے کہ وہ غیر دین کو دین کے لباس میں پیش کرے۔ اور آدمی اس کو دین سمجھ کر کرتا رہے اور ثواب کا امیدوار بنا رہے اور جب وہ اس کو عبادت سمجھ کر کر رہا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرنے لگا۔ مثلاً کوئی شخص بدکاری چوری شراب خوری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہے جب خوف خدا کا غلبہ ہوگا۔ یہ برے کام چھوڑ دے گا۔ اور جو خلاف شریعت کام عبادت سمجھ کر کر رہا ہے انہیں چھوڑنے کے بجائے ان میں دن بدن ترقی کرے گا۔ اور شیطان کا یہی مقصد ہے کہ توبہ واستغفار سے محروم رکھ کر انسانوں کو عذاب میں گرفتار کرا سکے۔ ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ ہم دین کے ہر عقیدہ وعمل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعلیم وروش کو اپنائیں اور بارگاہ خداوندی میں عاجزانہ دعا کرتے رہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝

وما علینا الا البلاغ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

دُعاء کی اہمیّت

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)

قال اللّٰہ تعالیٰ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا
لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ہ

بزرگو اور بھائیو! میں نے قرآن مجید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں دُعاء کی اہمیت اور قبولیت کی بشارت کا ذکر رحمت وشفقت سے بھرپور لفظوں میں اللہ ارحم الراحمین نے فرمایا ہے کہ یہ سورہ بقرہ پارہ دوئم رکوع تیس کی آیت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں بلاشک قریب ہی ہوں منظور کر لیتا ہوں دعاء کرنے والے کی دعا جبکہ وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ پس ان کو چاہئے کہ میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ امید ہے کہ وہ لوگ رشد وہدایت حاصل کریں گے

حضرات! اس ارشاد خداوندی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا معاملہ دنیاوی بادشاہوں جیسا نہیں ہے کہ وزیروں اور درباریوں کی سفارش کے بغیر وہاں شنوائی نہ ہوتی ہو۔ صاف صاف فرما دیا گیا کہ اے میرے پیغمبر جب میرا حال میرے بندے آپ سے پوچھیں تو آپ کہدیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ مجھ سے فریاد کرتا ہے۔ میں اس کی فریاد اور پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا

ہوں دُعا مانگنے والے کی مراد پوری کرتا ہوں۔ ایسے رحیم وکریم خدا کو چھوڑ کر غیروں سے مرادیں طلب کرنا حاجت روائی کے لئے غیروں کے آستانے چومنا ان کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا کتنی بڑی ناشکری، احسان فراموشی اور جہالت و شقاوت ہے۔

چوبیسویں پارہ کی سورۂ مومن میں ارشاد ربانی ہے۔

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

ترجمہ یہ ہے۔ "تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا مانگو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جلد ہی رسوا ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

اس آیت کریمہ سے کئی امور واضح ہو گئے۔ اول یہ کہ دعا بھی عبادت ہے۔ کیونکہ دعا کا حکم دے کر پھر عبادت سے منہ موڑنے والوں کو دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے دعا سے روگردانی پر وہی سزا ملے گی جو دوسری عبادتوں سے اعراض کرنے پر ملتی ہے۔ کیونکہ دعا اہم عبادت ہے۔ حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ اور دعا عبادت کا مغز ہے، دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو دعا مانگنے کا حکم دیکر قبولیت کا وعدہ فرما رہا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دعا مانگنا لازم ہے اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے دعا کیلئے ہاتھ پھیلانے چاہئیں سوئم یہ کہ رب کا سند لایا گیا ہے جس سے یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پروردگار ہے۔ پالنہار ہے پالنے کے تمام ذرائع اور اسباب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ تو اسے چھوڑ کر دوسروں سے فریاد رسی حاجت طلبی، استعانت و استغاثہ فضول ہے آقائے حقیقی کی ناراضی و غضب کو دعوت دینا ہے۔ حضرت نعمان ابن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق دُعا ہی

عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی اللہ تعالےٰ سے دعا نہ مانگے اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی ایک روایت میں آیا ہے کہ دعا بہتر عبادت ہے۔ علامہ شوکانیؒ نے فرمایا دعا کامل ترین عبادت ہے۔ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت تاکید کے ساتھ بندوں سے اس عبادت کا مطالبہ فرمایا ہے اور غیروں کو پکارنے سے منع کیا ہے۔ اس لئے جو شخص بھی اللہ کے سوا کسی کو پکارے گا کسی بندے سے دعا کرے گا وہ شرک میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائیں اور پیغمبروں کو بھیجا تاکہ ان کے ذریعہ یہ تعلیم تمام بندوں کو سکھائی جائے، کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں، اسی سے دعا مانگیں اسی سے حاجتیں طلب کریں۔ اسی کو کارخانۂ قدرت کا مختار اور مدبر کائنات اور تمام جہانوں کا پروردگار روزی رساں مشکل کشا، حاجت روا یقین کریں۔

آٹھویں پارہ کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ترجمہ یہ ہے "اے لوگو اپنے رب سے دعا کیا کرو عاجزی ظاہر کرتے ہوئے بھی اور چپکے چپکے بھی واقعی اللہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اور زمین میں اس کی درستی کے بعد فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ سے دعا کیا کرو ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے بے شک اللہ کی رحمت نیک عمل کرنے والوں کے قریب ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا اور دعا سے اعراض کر کے فساد نہ پھیلانے کا تاکیدی حکم موجود ہے۔ اسی سورۂ اعراف کے بائیسویں رکوع

میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِىْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان لوگوں کو انکے کئے کی سزا ضرور ملے گی۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

یعنی "اے پیغمبر کہدو اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو کسی بھی اچھے نام سے پکارو بس اللہ کے لئے اچھے اچھے نام ہیں۔"

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے صفاتی نام ہیں ذاتی یا کسی بھی صفاتی نام سے اللہ کو پکارا جائے اس سے دعا کی جائے وہ سنتا اور قبول کرتا ہے۔

انتیسویں پارہ سورۂ جن کے دوسرے رکوع میں اللہ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کو پکارنے اس سے دعا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اور خدا کے غیر سے دعا کرنے کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۚ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ○

اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو اور جب خدا کا خاص بندہ کھڑا ہوا تاکہ اس سے دعا کرے تو اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں آپ کہہ دیجئے میں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور کسی کو اسکے ساتھ شریک نہیں کرتا۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس سے دعا مانگنے کے لئے بنائی گئی ہیں جو لوگ مسجدوں میں اللہ کے سوا دوسروں کے ناموں کی دہائی پکارتے ہیں وہ قرآن کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے خاص بندے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عبادت اور اس سے حاجت طلب کرنے کا پیغام پیش کرتے تھے۔ مشرکوں کو بہت ناگوار ہوتا تھا۔ جن لوگوں کو ایک اللہ تعالیٰ سے استمداد اور استغاثہ کی تعلیم سے ناگواری ہوتی ہے۔ وہ توحید کے دشمنوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ایسے توحید بیزار لوگوں کی پروا کئے بغیر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو توحید کا پیغام پیش کرتے رہنا چاہیے۔ اور ہر قسم کے شرک سے اپنا دامن بچائے رہنا چاہیے۔ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے دعا کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ اس سے پرہیز کرنا قرآن کی اتباع ہے۔

سامعین کرام! جو لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا دوسری ہستیوں سے دعا مانگتے ہیں ان کی محرومی اور نادانی کو قرآن مجید میں مثالیں دے کر سمجھایا گیا ہے تیرھویں پارہ کے سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں ہے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝	سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور اسکے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعا کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست منظور کرتا ہے جو دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلائے ہوتا ہے کہ وہ اسکے منہ تک آجائے اور وہ اس کے منہ تک آنے والا نہیں۔

اور کافروں کی پکار محض بیکار ہے۔

یہودی اور عیسائی اور عرب کے مشرک خدا کے وجود کے قائل تھے، مگر ان میں یہ عیب تھا کہ مشرک بتوں سے اور یہودی اور عیسائی اپنے وفات یافتہ بزرگوں سے دعا سفارش کی درخواست کرتے تھے۔ خدا نے ان باتوں کو شرک قرار دیا ایسے لوگوں کی نامرادی کی مثال یہ بیان فرمائی کہ کوئی پیاسا دریا کے کنارے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوا اور پانی کو پکارے۔ کہ اے پانی تو میرے منھ میں آجا۔ تو وہ پانی ہرگز اس کے منھ تک نہ آئے گا۔ اسی طرح جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں سے دعائیں مانگتے ہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں وہ ان کی دعا قبول نہیں کرسکتے ان کی مدد نہیں کرسکتے۔ جیسے پانی کو خود بخود کسی کے منھ تک جانے کی طاقت نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو کسی کی مدد کرنے کی قدرت نہیں ہے

جو خود محتاج ہیں وہ دوسروں کو دے نہیں سکتے
خدا نے دیدیا جنتا جسے وہ لے نہیں سکتے

چودھویں پارہ کی سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں ارشاد ربانی ہے

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝

"اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ نہیں پیدا کرتے ہیں کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور نہیں جانتے ہیں کب اٹھائے جائیں گے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی حماقت اور نادانی بیان کی ہے کہ شرک کرنے والے ایسے احمق اور نادان ہیں کہ ان کو پکارتے ہیں جو زندہ نہیں ہیں۔ مردہ ہیں وہ کسی کو کیا پیدا کریں گے۔ خود پیدا کئے گئے ہیں، بعض مسلمان زندہ خدا کو چھوڑ کر وفات یافتہ بزرگوں کی قبروں پر جاکر ان بزرگوں سے امداد مانگتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں جو دنیا سے جاچکے جو اپنے مرنے جینے میں خدا کے محتاج ہیں۔ وہ

دوسروں کی کیا مدد کریں گے، فقہ کے چاروں اماموں نے اولیا کرام کے مزاروں سے مدد مانگنے کو ناجائز کہا ہے۔ بعض لوگ کہنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتوں سے مدد مانگنے کو شرک کہا ہے۔ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنے کو منع نہیں کیا ہے۔ ایسا کہنے والے قرآن مجید کا صحیح علم نہیں رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے عرب کے مشرک جن بتوں کو لوہے اور پتھر اور مٹی سے بناتے تھے ان بنانے والوں کا اعتقاد صرف لوہے پتھر اور مٹی پر نہیں تھا بلکہ وہ لوگ بتوں اور مورتیوں کو کچھ روحانی ہستیوں اور بزرگی کی طرف منسوب کر کے اصل میں ان بزرگوں اور روحانی ہستیوں کی مدد کے طالب ہوتے تھے۔ اس استمداد اور استغاثہ کو قرآن مجید میں شرک قرار دیا گیا ہے۔ جو یہاں سے جا چکا اس سے مدد مانگنے کی شریعت میں اجازت نہیں ہے، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"شاید ان کو فرمایا ہے جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں"

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی جیسے بزرگ اور بلند پایہ عالم بھی مزار والوں سے مدد مانگنے کو بزرگوں کا پوجنا قرار دیتے ہیں اور قرآن مجید کی آیت سے اس کا منع ہونا ثابت کرتے ہیں آج کل کے لوگ مترجم ربانی سے زیادہ قرآن مجید نہیں سمجھ سکتے قرآن مجید کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے دوسرے رکوع میں اللہ کے علاوہ کسی سے بھی دعا کرنے سے صاف صاف منع کیا گیا ہے۔ اور تمام بندوں کو اللہ تعالےٰ کا محتاج اور فقیر بتلایا گیا ہے۔ غور کیجئے فرمان خداوندی ہے۔

ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط وَا	یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسکی
لَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	سلطنت ہے اور اس کے سوا تم جن
مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ط اِنْ	کو پکارتے ہو سو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے
تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ	چھلکے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝
يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

ان کو پکارا بھی تو سنیں گے نہیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے۔ اور قیامت کے دن وہ خود تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے اور تم کو خبر رکھنے والے کے برابر کوئی نہیں بتلائے گا اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ وہ بے نیاز تمام خوبیوں والا ہے اگر چاہے تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ بات خدا کو کچھ مشکل نہیں"

کتنی وضاحت سے بیان ہو رہا ہے کہ تمام کائنات کا مختار و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کارخانۂ قدرت کے انتظام میں اللہ کے سوا کسی کا کوئی دخل و تصرف نہیں ہے۔ دعائیں قبول کرنے اور مرادیں پوری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کے علاوہ جن کو پکارا جا رہا ہے حاجتیں طلب کی جا رہی ہیں، مرادیں مانگی جا رہی ہیں. وہ خود اس شرک سے بیزار ہیں۔ تمام لوگ اللہ کے محتاج ہیں۔ اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی دعا قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے وہ ہر مخلوق کو خواہ کوئی بھی ہو فنا کر سکتا ہے۔ اور نئی مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔ وہ بڑی قدرت والا ہے۔ اس کے حکم میں کوئی چوں وچرا کرنے والا نہیں اس کا فیصلہ بے روک ٹوک جاری ہے اس آیت سے ہر قسم کے شرک کی جڑ کٹتی ہے۔ کتنا واضح فیصلہ ہے۔ سب اللہ کے محتاج ہیں بڑے سے بڑے بزرگ بھی خدا کے در کے گدا ہیں۔ پھر محتاجوں اور گداؤں سے مانگنا کہاں کی دانشمندی

ہے چوبیسویں پارہ کی سورہ مومن کے دوسرے رکوع میں ارشاد فرمایا گیا ہے ۔

وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ	اور اللہ فیصلہ فرماتا ہے حق کے ساتھ اور جو لوگ اس کے علاوہ کو پکارتے ہیں وہ پکارے جانیوالے کچھ بھی فیصلہ نہیں کرتے بے شک اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے ۔

جب اللہ کے سوا کسی دوسرے کو کسی کے بارے میں کچھ لینے دینے کا اختیار ہی نہیں ہے تو اس سے حاجت طلبی اور دعا فضول امر ہے یا نہیں

اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے دنیا و آخرت کی تمام حاجتیں اس سے طلب کی ہیں ۔

سورہ انبیاء کے پانچویں رکوع میں بہت سے پیغمبروں کا ذکر کرکے ان کی یہ صفات بیان ہوئی ہیں ۔

اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ہ	یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور رغبت اور ڈر سے ہم کو پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے ۔"

حضرات! قرآن مجید میں پیغمبروں کی وہ دعائیں جو انہوں نے مختلف اوقات میں طلب کی ہیں ۔ ذکر ہوئی ہیں ۔ جن میں سے بعض یہ ہیں ۔

حضرت ایوب علیہ السلام کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے ۔ کتنی عاجزی و نیازمندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شفا طلب کر رہے ہیں ۔ سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع میں موجود ہے ۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ

یعنی" اور ایوبؑ کا تذکرہ کیجئے جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو تکلیف

پہنچ رہی ہے۔ اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔"

مجیب الدعوات خدا تعالیٰ نے ان کو شفا کلی عطا فرمائی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ انہیں لڑکے کی خواہش تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اپنی خواہش پیش کی۔ ان کی دعا یہ ہے جو سورۂ انبیاء میں ذکر ہے

وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥ رَبِّ لَا تَذَرْنِى فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْوَٰرِثِينَ ٥

یعنی "اور زکریا کا تذکرہ کیجئے جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو اکیلا مت چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔

کتنی بڑی جہالت ہے کہ بعض لوگ اولاد کی تمنا میں مزاروں کے چکر لگاتے ہیں پیروں کی نذر یا منت مانتے ہیں اولاد اللہ دیتا ہے مگر نام پیروں کا لیتے ہیں۔ استغفر اللہ نام تک شرکیہ رکھتے ہیں اللہ کے پیغمبر کے قول و عمل کو دیکھنا چاہئے۔ انہوں نے صرف اللہ سے اولاد مانگی اور اللہ کے علاوہ دے بھی کون سکتا ہے۔ کہ جس سے مانگا جائے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا۔ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ٥

"یعنی" اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں قصوروار ہوں۔"

حضرات ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیلؑ کی کعبہ تعمیر کرتے وقت مانگی ہوئی دعائیں قرآن مجید میں ہیں۔ اور حضرت آدمؑ و حواؑ، حضرت نوحؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ علیہم السلام اور دیگر پیغمبروں کی دعائیں منقول ہوئی ہیں۔ جن سے پتا چلتا ہے کہ تمام مقبول بندے اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کامل اور پورا بھروسہ رکھتے تھے۔ اسی سے دعائیں مانگنے اور مرادیں طلب کرنے کو کافی سمجھتے تھے۔ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں احادیث میں نقل ہوئی ہیں۔

جن میں انتہائی عبدیت و بندگی اور نیازمندی و انکساری ظاہر کی گئی ہے آپ ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور طلب کرتے تھے۔ دعار مانگنا آپؐ کی اور تمام پیغمبروں کی سنت ہے۔

ہم تمام کو چاہیے کہ اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا کریں اور اخلاص وللہیت کے ساتھ خشوع وخضوع سے اسی کے سامنے دعار کے لئے ہاتھ پھیلایا کریں وہ بندہ نواز قاضی الحاجات رحمان ورحیم دینے والا داتا اور ہر وقت آپ کے کام آنے والا آقا ہے۔ نعم المولیٰ ونعم النصیرہ۔

برادران اسلام:۔ ادب اور سلیقہ شریعت نے دعاؤں میں بھی سکھایا ہے۔ دعار کے اول و آخر درود شریف پڑھنا چاہیے اور جہاں تک ہوسکے ماثورہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ دعا مانگتے وقت پوری توجہ اور رغبت اللہ تعالیٰ کی طرف ضروری ہے۔ غافل قلب سے مانگی ہوئی دعار حقیقت میں دعار ہی نہیں ہے۔ دعار کی حقیقت اظہار عاجزی و نیازمندی ہے۔ حلال غذا استعمال کرنے والوں کی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔ حرام غذا استعمال کرنے والوں اور جس جگہ نیک بات کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا رواج نہ ہو وہاں کے رہنے والوں کی دعائیں قبولیت کے لائق نہیں ہوتی ہیں۔ دعا مانگنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کبھی دعا کو فوری طور پر قبول کرتا ہے اور کبھی جو چیز مانگی وہ بندے کے لئے نامناسب ہونے کے سبب اسے نہیں دی جاتی دوسری چیز دے دی جاتی ہے۔ اور کبھی دعار کو آخرت میں کام آنے کے لئے ذخیرہ بنادیا جاتا ہے۔

غرضیکہ دعار مانگنے میں بندے کا سراسر فائدہ ہے دعا بیکار نہیں جاتی ہے۔ صبر و ضبط اعتماد و توکل، خشوع وخضوع نیازمندی و انکساری، عاجزی و بیکسی، مسکین ولاچاری محتاجی و فقیری کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعار کرنی چاہیئے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین. وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

اسلام کی فریاد

(عروج وزوال کا عبرت آموز منظر)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اما بعد:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الدِّیْنَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ۔

اللہ کی رہ اب بھی ہے کھلی آثار ونشاں سب ظاہر ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا

برادران اسلام! میں نے اس وقت سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک پیش کی ہے جو مشکوٰۃ شریف میں باب الاعتصام ص۳۰ پر موجود ہے۔ اس میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ بلاشک دین کی ابتدا انتہائی کسمپرسی بے کسی اور مسافرانہ بیگانگی کی حالت میں ہوئی ہے اور بہت جلد ابتدائی حالت پھر واپس ہوگی اس لئے ان بیگانہ اور اجنبی بن جانے والوں کے لئے خوشخبری ہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی سنت میں پیدا کئے جانے والے فساد کی اصلاح کرتے

ہیں سچی خبر دینے والے صادق ومصدوق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم آپ حضرات نے سنا اس کی صداقت وحقانیت پر تمام اہل ایمان گواہ ہیں۔ اسلامی تاریخ شاہد ہے واقعات وحقائق تصدیق کررہے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ مفہوم کی کچھ وضاحت حالات کی روشنی میں کرکے اصلاح کے جذبات بیدار کرنے کی جدوجہد کے لئے آپ کو آمادہ کرسکوں۔

حضرات! حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دین کا پیغام پیش فرمایا تھا لوگوں کے لئے توحید کی دعوت اجنبی تھی ایک خدا کو معبود ماننے کا پیغام اور تمام باطل خداؤں سے روگردانی کا حکم بہت ہی ناگوار تھا۔ منکروں نے کہا تھا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا؟ یعنی حیرت وتعجب ہے ان پیغمبر کے دین پر کہ انہوں نے بہت سے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود قرار دیدیا ہے۔ دین کے دشمن یہ کہتے تھے کہ کائنات کا انتظام چلانے کے لئے ایک خدا کافی نہیں ہے، بلکہ سیکڑوں حاجت رواؤں مشکل کشاؤں اور کائنات میں تصرّف واختیار کا خدائی حق رکھنے والوں کی ضرورت ہے جب ان سے کہا گیا ایک اللہ سب کا معبود ہے ایک خالق نے کائنات اور اس کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ سب کا مالک روزی رساں فریادرس، تقدیر ساز مدبر منتظم وقادر مطلق اللہ رب السمٰوات والارض ہے تو ان کو تعجب ہوا انہوں نے توحید کے پیغام کو نامانوس اجنبی مسافر کی طرح انوکھا سمجھا۔ اسی طرح منکر لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب وکتاب کئے جانے کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ وہ ان باتوں کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے۔ هیهات هیهات لما توعدون، ایسا نہیں ہوگا جس کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مرنے کے بعد زمین کا پیوند بن جائیں گے سب ہی لوگوں کے جسموں کو مٹی کھا جائے گی ریزہ ریزہ الگ ہوجائے گا تو دوبارہ کیسے جسم تیار کئے جائیں گے؟ انہیں خدائے تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین نہیں

تھا۔ اسی لئے اس قسم کے تعجب انگیز کلمات زبانوں سے ادا کیا کرتے تھے۔
انکار کرنے والے نہ عقائد تسلیم کرتے تھے نہ خدا کی احکام ماننے کو تیار تھے شریعت کے حکموں کو سنکر کہا کرتے تھے۔ بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَائَنَا "۔ بلکہ ہم اس راستہ پر چلیں گے جس پر ہمارے باپ دادا چلتے رہے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کا پیغام پھیلانے کی جدو جہد جاری رکھی حق گوئی کا شیوہ حق پرستی کا چلن عام کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف اور جانفشانی کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، خود رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مجھے اللہ کے راستہ میں اتنا ستایا گیا جتنا کسی کو نہیں ستایا گیا مجھے اللہ کے راستہ میں اتنا ڈرایا گیا جتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا" وطن سے بے وطن کیا گیا۔ مال و جائداد کو لوٹا گیا۔ راستوں پر چلنا پھرنا مشکل کیا گیا، کانٹے بچھائے گئے پتھر پھینکے گئے نجاست ڈالی گئی۔ نماز سے روکا گیا۔ تلاوت سے منع کیا گیا دوسری جگہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی پریشان کیا گیا۔ میدان جنگ میں نکلنے پر مجبور کیا گیا خونریزیاں کی گئیں ظلم و بربریت درندگی وسفاکی کے تمام مروجہ طریقے استعمال کئے گئے۔ آخر کار اس کا فیصلہ اور اس کا وعدہ پورا ہوا اور دین کو غلبہ نصیب ہوا۔ مکہ مفتوح ہوا تمام عرب مطیع و فرمانبردار ہو گیا دین پر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے والوں کی جماعت تیار ہو گئی۔ اور تمام خشکی و تری میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرنے والے توحید و سنت کا پرچم لہرانے والے بے دینی کے سمندر میں ڈوبنے والی انسانی کشتی کو دین کے ساحل تک پہنچانے والے بد اخلاقی، بدعقیدگی، بدعملی کی نجاستوں سے دنیا کو پاک وصاف کرنے والے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے حق گو۔ حق پرست سرلوار مردان حق آگاہ تیار ہو گئے، اور وہ دین جو اجنبی اور بیگانہ تھا اب دنیائے انسانیت اسی دین پر قربان ہونے لگی، اور زندگی کے تمام شعبوں میں دین چلتا پھرتا دکھلائی دینے لگا۔ حالی مرحوم نے

کتنا سچ کہا ہے۔ ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگادی
اک آواز میں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت وجبل نام حق سے

دنیائے انسانیت کا سب سے بڑا انقلاب رونما ہوگیا ہر طرف خدا کی توحید کے ترانے گونجنے لگے، صنم کدوں میں خاک اڑنے لگی۔ آتشکدے سرد ہو گئے یہودیت اور عیسائیت کی تحریف شدہ تثلیث اور مسخ شدہ توحید کا بھرم کھل گیا۔ اسلام کے ابر رحمت نے کائنات کو تباہی و بربادی سے بچا لیا۔ برابر اسلام کا پیغام آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ حدیث پاک کے مطابق عروج کے بعد پھر زوال شروع ہوا ترقی کے بعد تنزل کے دن آ گئے اور حالت خراب ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچ گئی کہ آج پھر دین اجنبی بن گیا ہے اسلام کا روشن پیغام غیروں کے لئے ہی نہیں بلکہ اسلام کا نام لینے والوں کے لئے بھی گراں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے شکوہ کرتے ہوئے کہا ہے ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

حضرات! آج توحید کا نام لینے والے شرکیہ اعمال و رسوم میں مبتلا ہیں۔ رسالت کا نعرہ لگانے والے پیغام رسالت سے بغاوت کر رہے ہیں غیر شرعی کاموں کو شریعت سمجھ کر کیا جا رہا ہے، مباح امور کو مستحبات پر اور نوافل و مستحبات کو فرائض پر فضیلت دی جا رہی ہے۔ قرآن و حدیث کے واضح فیصلوں

کو ٹھکرایا جارہا ہے، صحابہ کرامؓ کے طریقوں سے منہ موڑا جارہا ہے۔ محدثین فقہاء عارفین اور صلحاء کے اقوال و ارشادات سے روگردانی کی جارہی ہے، عقائد بھی بدلے گئے ہیں اور اعمال میں بھی تبدیلی آگئی ہے کس کس بات کا ذکر کیا جائے اور کس کس مصیبت کو رویا جائے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

یا بقول شاعر ۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے　　اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اسلام کی بنیاد توحید پر ہے کتنا افسوس ہے کہ اسلام کے نام لیوا ایسے بھی پائے جاتے ہیں جن کو توحید کا پیغام ناگوار گذرتا ہے، وہ کائنات کے انتظام میں اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی شریک و سہیم قرار دینے پر اصرار کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ۔۔۔ ا۔ حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ "قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ" یعنی آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کے لئے بھی نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ مضرت کا مگر جو اللہ چاہے، مگر یہاں حال یہ ہے کہ بعض کرم فرما یہ لکھتے اور کہتے ہیں کہ، کارخانہ الٰہی کا سارا لینا دینا حضورؐ کے ہاتھوں سے ہے،" اور بعض گستاخ نے تو اس حد تک کہہ دیا ہے۔ ے

اللہ کے پلّے میں وحدت کے سوا کیا ہے　　لینا ہے ہمیں جو کچھ لے لیں گے محمدؐ سے

استغفر اللہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرمادیا تھا، جیساکہ مشکوٰۃ شریف باب التوکل میں ہے "وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔ جب مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو۔ اور ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا جسمیں اقرار نامہ پڑھا جاتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ "۔ یعنے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استعانت کے خواہاں

ہیں۔ افسوس ہے کہ اتنی صاف تعلیم کے باوجود اللہ کے علاوہ اس کے بندوں کو کارخانۂ الٰہی کا مختار وہ لوگ سمجھ رہے ہیں جنھیں صاف طریقہ سے یہ عقیدہ سکھایا گیا ہے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی ایمان مفصل کا جزو ہے، مطلب یہ ہے کہ "ہر خیر و شر ہر اچھائی برائی کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی گئی تقدیر سے ہوتا ہے"۔ میں نے اس وقت توحید میں شرک شامل کرنے کے اوپر ایک ہی مثال پیش کی ہے اگر آپ غور و فکر سے کام لیں تو قدم قدم پر شرک کے خار زاروں میں توحید کے غنچے الجھے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور سب سے زیادہ شرکیہ مراسم اور اسلام کے خلاف عقائد و اعمال کے مظاہرے بزرگان دین کے مزارات متبرکہ پر دیکھے جاسکتے ہیں وہ اللہ کے مقبول بندے جنھوں نے اپنا سب کچھ اللہ کے دین پر قربان کیا اور توحید و سنت کا پیغام پھیلاتے ہوئے ہر قدم پر شریعت کی پیروی کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ افسوس کہ ان کے بعد ان کے نام لینے والوں نے قرآن و حدیث کی مخالفت کرنے میں ان بزرگوں کی عقیدت کا سہارا لیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت میں عقیدت کے نام پر گمراہی پھیلنے کا شدید خطرہ تھا اسی وجہ سے آپؐ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا تھا جیسا کہ بخاری شریف مسلم شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس آخری بیماری میں جس سے پھر آپؐ نہیں اٹھے۔ یہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہودیوں اور عیسائیوں پر جنھوں نے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا" اس حدیث کو نقل کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تنبیہ بھی کی ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ارشاد فرما کر اپنی امت کو یہودیوں اور عیسائیوں کی اس بری حرکت سے بچانا چاہتے تھے کہ انھوں نے اپنے بزرگوں اور پیغمبروں کے مزاروں کے ساتھ شرک کرتے ہوئے توحید کے پیغام کو ٹھکرا یا تھا۔ واقعہ یہی ہے کہ تمام

امتوں کی یہ مشترکہ قدیم بیماری رہی ہے کہ انہوں نے عقیدت و نیاز مندی کے نام پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور معبودیت کے عقیدے سے روگردانی کرنے کو عیب نہیں سمجھا ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قبر پرستی کی بیماری سے بچانے کی فکر اپنی آخری بیماری میں بھی فرمائی۔ اور حیات طیبہ کے مختلف مواقع پر بھی صراحت کے ساتھ ہدایت فرماتے رہے۔ جس میں سے چند حدیثیں سنیئے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کے برے انجام سے ڈریئے۔

مشکوٰۃ شریف میں ابوداؤد اور نسائی کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور وہاں سجدہ گاہ بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں اگر مجھ کو سجدہ گاہ بنانے کا خوف نہ ہوتا تو میں آپؐ کی قبر کو کھلا رکھتی۔

مشکوٰۃ شریف ہی میں موطا امام مالک کے حوالے سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میری قبر کو وثن نہ بنا (عبادت کدہ) کہ اس کی عبادت کی جائے ایسے لوگوں پر اللہ کا سخت غضب اترا ہے۔ جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا

مشکوٰۃ شریف میں امام مسلم کے حوالے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی تجصیص یعنی انھیں مضبوط اور پختہ بنانے اور ان پر عمارت بنانے سے اور ان پر بیٹھنے سے منع کیا اسی وجہ سے حضرت ابوالہیاج اسدی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اس کام کے لئے بھیج رہا ہوں۔ جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ میں کسی صورت کو نہ چھوڑوں۔ مگر اس کو مٹادوں اور نہ کسی اونچی قبر کو چھوڑوں مگر اس کو برباد کردوں۔

امام ترمذیؒ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے ان پر لکھنے عمارت بنانے اور ان کو روندنے سے منع فرمایا ہے۔ اور نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ قبروں پر زیادتی سے منع کیا ہے۔

ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر خیمہ دیکھا تو غلام سے کہا اے غلام اس کو اکھیڑ ڈال ان کے عمل اس پر سایہ کر رہے ہیں اور پھر اسی کتاب میں قبرستان میں عمارت بنانے کو حرام لکھا ہے، علامہ نووی نے شرح مسلم میں بھی قبروں پر عمارت بنانے کو حرام لکھا ہے۔ ہر زمانے کے فقہاء مزاروں کی تعمیر اور قبروں کو پختہ کرنے سے منع کرتے رہے ہیں۔ اور یہ جو عمارتیں اور آرائش وزینت کے سامان بزرگوں کی قبروں پر نظر آتے ہیں یہ مسلمان بادشاہوں اور امیروں نے اور ان کی پیروی کرتے ہوئے کم علم جاہلوں نے علماء و فقہاء کے منع کرنے کے باوجود مہیا کئے ہیں۔

بہر حال پیغمبروں کے علاوہ دوسروں کا عمل اگر پیغمبر کے حکم کے خلاف ہو اسے ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پاس سجدہ کرنے قبروں پر عمارت بنانے ان کو پختہ کرنے وہاں پر چراغ جلانے اور وہاں تک عورتوں کے جانے سے صاف صاف منع فرمایا ہے، اور علماء و فقہاء نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کھلے لفظوں میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ قبروں کے پاس کوئی عبادت کا کام نہیں کرنا۔ تو کسی امیر و بادشاہ کی رعایت میں اس حکم کو ٹھکرانا شریعت سے بغاوت ہے ۔

بحرالرائق میں ہے کہ قبر پر کوئی عمارت نہ بنائی جائے اس سے مراد وہ سرائے خانہ ہیں جو ہمارے دیار میں مزاروں کے پاس بنے ہوئے ہیں، کبیری وصغیری شرح منیۃ المصلی میں ہے۔ عن ابی حنیفۃ بکرہ ان یبنی علیہ بناءً من

ببیتٍ او قبۃٍ او نحو ذالک۔ یعنی ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے کہ قبر پر کوئی گھر بنانا یا قبہ بنانا یا اس کے مثل کوئی تعمیر مکروہ تحریمی ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ لَا یُجَصَّصُ الْقُبُوْرُ وَلَا یُطَیَّنَ وَلَا یُرْفَعُ عَلَیْہِ بِنَاءً وَسَقَطَ۔ مطلب وہی ہے جو پہلے ذکر کیا گیا۔ اسی قسم کی عبارت فتاویٰ عالمگیری، طحطاوی مواہب الرحمٰن اور شرح قدوری اور دوسری بہت سی فقہی کتابوں میں ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ حق میرے نزدیک یہ ہے کہ قبر اور کسی بزرگ کی عبادت گاہ اور طور سب سفر کر کے عبادت کی نیت سے وہاں جانے کے منع ہونے میں برابر ہیں اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ہم نے بہت سے جاہل مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ بزرگوں اور علماء کو اس کے علاوہ رب بنائے ہوئے ہیں۔ اور ان کے مزاروں پر حج کرنے جاتے ہیں۔

برادران اسلام :۔ آپ نے کبھی سنا ہوگا کہ کلیر اور اجمیر جانے والے بعض مسلمان وہاں کے سفر کو حج کا سفر سمجھتے ہیں اور حج میں کئے جانے والے کام کرتے ہیں۔ مثلاً وہاں سجدہ کرنا وہاں کا طواف کرنا وہاں منت ماننا وہاں کی چوکھٹ پر کھڑے ہوکر یا پیشانی رگڑ کر دین و دنیا کی مرادیں مانگنا وہاں کے پتھر کو بوسہ دینا وہاں غلاف چڑھانا وہاں کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، غائبوں کے لئے لے جانا۔ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا وہاں چلہ کھینچنا وغیرہ بہت سے ایسے کام ہیں جنھیں لوگ کرتے ہوئے قرآن و حدیث کی صریح مخالفت کرتے ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں بڑے پیر صاحب نے قبر کے چومنے کو یہودیوں کا طریقہ بتایا ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں پر مت بیٹھا کرو۔ یہ حکم ہر قسم کے بیٹھنے سے منع کرنے کے لئے ہے۔ چاہے تعظیم کے

لئے بیٹھے یا اہانت کے لئے۔ غرضیکہ قبروں پر کئے جانے والے اکثر اعمال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ فقہائے امت کے حکموں اور طریقوں کے خلاف ہیں۔ حدیث شریف میں قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت آخرت کو یاد رکھنے اور دنیا سے بے رغبت ہونے کے لئے عنایت فرمائی ہے۔ اور آج کل سجے سجائے مزاروں پر حاضری دینے والے آخرت کو یاد کرنے کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی حاجتیں پوری کرانے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ اگر اس اسلام کو جو قرآن و حدیث و فقہ میں موجود ہے قدرت کی طرف سے زبان دے دی جائے تو اسلام اپنے نام لیواؤں کی ان اسلام دشمن حرکتوں پر فریاد کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ ڈاکٹر اقبالؒ نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ ؎

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

عقیدت کے نام پر شرک اور بدعت کی گرم بازاری اور اسلام کے خلاف بغاوت کا کاروبار کرنے والے دین کو اجنبی اور بے گانہ بنا چکے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب تک یوم وفات پر ہی عرس لگانے اور میلاد کرنے کا رواج تھا۔ اب ایام ولادت منانے کا رواج بھی بڑھتا جارہا ہے۔ ربیع الاول میں عید میلاد النبیؐ کے جلسے اور جلوس کرنے والے یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ عبادت کے کام کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں وضاحت فرمائی ہے کہ وفات کے دن کو غم کا دن اور ولادت کے دن کو عید و مسرت کا دن۔ منانا اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ اور یہ بات سمجھ میں بھی آسانی سے آتی ہے کہ اگر یہ اسلامی طریقہ ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن صحابۂ کرام رضہ متعین کر والیتے اور دھوم دھام سے عید میلاد النبی مناتے ہوتے۔ ایسا نہیں ہوا نہ کسی امام نے منایا نہ کسی فقیہ اور بزرگ نے۔ بلکہ آج تک تاریخ ولادت میں اختلاف چلا آرہا ہے، ولادت کی تاریخ متعین نہ ہونا اسی طرح معراج کی تاریخ متعین نہ ہونا کھلی ہوئی اور روشن دلیل ہے۔ کہ اسلام کے پہلے زمانوں میں ان دنوں کے منانے کا رواج نہیں تھا اور اگر رواج ہوتا تو اس کے احکام فقہ و فتاوی کی کتابوں میں لکھے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کل اسلام کی غربت اور بے کسی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد و اعمال کو چھوڑ کر نئے نئے اعمال نکالنے کا مرض وبا کی طرح پھیل گیا ہے، مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور خوش نصیب ہیں وہ بندے جو اسلام کو صحیح شکل میں پیش کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور مددگار رہے۔

اے اللہ ہم کو بھی ایسے خوش نصیب بندوں میں ہمیشہ شامل رہنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

وما علینا الا البلاغ

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

بدعت اور بدعتی

(احادیث نبوی کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اما بعد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (رواہ البخاری والمسلم)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا اُن کے ذریعہ بندوں تک جامع دین پہونچایا اور دائمی و آفاقی شریعت عطا فرمائی۔ ہدایت و نجات کے لئے جن عقیدوں اور حکموں کی ضرورت تھی وہ سب بتا دیئے۔ دین کو کامل و مکمل صورت میں امت کے سپرد کر دیا گیا جو چیز پہلے سے دین میں داخل نہیں ہے اُسے آج بھی داخل نہیں کیا جا سکتا جس کام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثواب نہیں بتایا اس میں ثواب نہیں مل سکتا شریعت میں جو زیادتی بھی کی جائے گی وہ لامحالہ مردود ہوگی۔ دین میں کسی عقیدہ یا عمل یا کیفیت کو بڑھانا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے بدعت ایجاد کرنے والے بدعت کو رواج دینے والے بدعت کی تائید کرنے والے بدعت پسندوں کی تعریف و تعظیم کرنے والے انتہائی مبغوض و ناپسند ہیں چند احادیث نبوی پیش کی جاتی ہیں جن کو سنکر آپ حضرات بدعت اور بدعتی کے

بارے میں اندازہ لگایئے کہ وہ فرمانِ رسالت کی روشنی میں کتنے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدعت اور بدعتی سے محفوظ رکھے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس امرِ دین میں کچھ ایجاد کیا جو اس میں موجود نہیں ہے وہ مردود ہے۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ ارشادِ نبوی ہے بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضرت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین امر دین میں نئی نکالی ہوئی چیزیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

امام بیہقی نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی صاحبِ بدعت کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالے کسی صاحبِ بدعت سے نہ نماز قبول کرتا ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ نفل نہ فرض بدعتی اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے بال آٹے سے۔

طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت والے کو توبہ سے محروم کر دیا جب تک وہ اپنی بدعت نہ چھوڑے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد امام مالک کی موطا میں منقول ہے کہ میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک اُن دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی سُنّت۔

ہادی عالم نے فرمایا جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت

اختلافات دیکھے گا سو تم لازم کئے رہو میرے طریقہ کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو اسی پر اعتماد کرو اسی کو دانتوں سے پکڑو اور خبردار دین میں نئی باتوں سے بچنا دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ایک موقع پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نجات پانے والے گروہ کی علامت بتائی کہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہیں۔

مذکورہ روایتوں سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ بدعت اور اہلِ بدعت باغی اور سرکارِ رسالت کے دشمن ہیں شریعت محمدی کے مخالف ہیں کتاب وسنت سے بیزار ہیں طریقۂ نبوی اور طریق صحابہ سے اس لئے جو شخص بھی اسلام پر قائم رہنا چاہتا ہے۔ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا عہد پورا کرنا چاہتا ہے عشق ومحبت نبوی کا حق ادا کرنا چاہتا ہے اسے سنت کی پیروی کرنی چاہیئے اور بدعت سے بچنا چاہیئے۔

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ہر وہ عبادت جو اصحاب نبی نہیں کرتے تھے تم بھی مت کرو حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہمارے نقوش قدم پر چلو اور بدعت مت نکالو یہی تم کو کافی ہے۔

حضرات! بدعت کو نکالنے والا خواہ کوئی طبقہ ہو اس کی مخالفت کرنا حبِّ نبوی کا لازمی تقاضہ اور اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے اور آج مختلف قسم کی بدعات عقائد و اعمال واحوال میں رائج ہو گئی ہیں۔ ان سب سے پرہیز کرنا ضروری ہے اجر عظیم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے حدیث پاک میں ہے جس نے امت میں فساد کے وقت میرے طریقہ کو مضبوطی سے اختیار کر لیا تو اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔

بھائیو! شہادت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھکر احیائے سنّت اور رد بدعت کا فریضہ انجام دیجئے امام مالک نے فرمایا ہے جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی اور اس کو وہ اچھا سمجھتا ہے تو اس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پیغمبری میں خیانت کی کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے آج میں نے تمہارا دین پورا کردیا جو چیز اُس وقت دین میں نہیں تھی آج بھی نہیں ہوسکتی اللہ تعالےٰ ہم سب کو اتباع سنت پر زندہ رکھے اور بدعات سے اجتناب کی سعادت سے نوازے آمین

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.)

"کل بدعة ضلالة"

رسول اللہ کا فرمان ٹھکرانا جہالت ہے
جہالت ہی نہیں دانش عداوت ہے بغاوت ہے
شریعت میں جو بدعت ہے وہ اچھی ہو نہیں سکتی
بہ فرمانِ رسالت ہے کہ ہر بدعت ضلالت ہے

Contact: +91 9910634687
+91 9369426461
Email: hifzurrahmanafzal@gmail.com

عظیم بکڈپو کی شائع شدہ چند کتابیں

سابقہ قیمتیں منسوخ
20/9/87

شرک وبدعت کے رد میں

- بلاغ المبین اردو مجلد -/15
- باطل شکن (مناظرہ) -/7
- چالیس بدعتیں 3/50
- حسینؓ و یزید (از امام ابن تیمیہؒ) 2/50
- حق پر کون ہے؟ 6/=
- اعلیٰ حضرت (بریلوی) کا دین 6/=
- مولانا تھانوی اور اعلیٰ حضرت 6/=
- تحقیق مذاہب (الزامات و جوابات) 7/50
- کفر و ایمان کی کسوٹی 2/=
- قرآن پر ظلم (بریلوی تفسیر کا جائزہ) 2/50
- فتاویٰ اعلیٰ حضرت (بریلوی) 1/50
- وہابی کون ہے؟ المعروف عقائد وہابیہ نجدیہ اور علمائے دیوبند 3/50
- وہابی کی پہچان (ایک دلچسپ تقریر) 1/=
- شب برات از مفتی محمد شفیعؒ 1/=
- مسائل قبور از مفتی محمد مصطفیٰ 1/50
- مسئلہ تقدیر (از مولانا بشیر احمد عثمانیؒ) 2/50

- تقریر کیجئے از مولانا حکیم انیس الحق -/9
- اصلاحی تقریریں (از مولانا امام علی دانش) 6/=

درسی کتابیں

- آسان تجوید 1/25
- معین التجوید 1/50
- معرفت التجوید -/1
- نزہۃ القاری 1/50
- کتاب النحو 5/=
- کتاب الصرف 6/=
- تیسیر المبتدی 1/50
- فارسی کی پہلی خورد سائز مع فرہنگ 2/25
- " " مترجم " مع ترجمہ 3/50
- " " دوسری " " 3/50
- باکورۃ الادب " " 3/50
- قصد الصیغہ " " 1/=
- بہشتی ثمر " " اول 6/=
- " " " دوم 5/=
- تیسیر المنطق کلاں سائز 3/50
- گلزار دبستاں فارسی 4/=
- حکایات لطیف (فارسی) 3/50
- راہ نجات 3/50

- آئینہ تفسیر شرح معہ ترجمہ الفوز الکبیر مجلد 30/=

مختلف موضوع پر

- النبی الخاتم عکسی از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ 12/=
- قرآنی تقریریں عکسی پارہ عم کی بارہ سورتوں کا ترجمہ اور تفسیر حصہ اول 4/=
- قرآنی تقریریں حصہ دوم جس میں پارہ عم مکمل ہوگیا (زیر طبع)
- آداب المساجد از مفتی محمد شفیعؒ 3/50
- آداب القرآن (معلومات کا خزانہ) 2/=
- تبلیغ دین اردو از امام غزالیؒ مجلد -/15
- اسلامی عقیدے (قابل نصاب) 1/50
- حقوق زوجین (میاں بیوی کے حقوق) (از مولانا کاظم ندوی) 6/=
- حمد و سلام اور منتخب نعتیں (مرتبہ عمر فاروق عاصم) 4/50
- روح تصوف از مولانا تھانویؒ مجلد -/12
- سو بڑے آدمی (دنیا کی ناموس ہستیاں) مجلد 15/=
- عورت کیا کچھ کرسکتی ہے؟ مجلد 7/50